گلزار معرفت

طبعزاد

خادم الکونین محب حسین غفر اللہ عنہ مصنف

مسدس توحید - رقعات محب - وصال حق - جذبات محب وغیرہ

خلاصہ

ان رباعیات مین اسرار معرفت اور نکات باطن قرآن جمع کئے گئے ہین طالبان صادق اور عاشقان حق کے لئے یہ

رباعیان جواہر بے بہا ہین - اس زمانہ مین

انکی اشاعت کی سخت ضرورت ہے

۱۳۳۲ ہجری

مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن مین چھپا

گلزار معرفت

طبعزاد

خادم الکونین محب حسین غفر اللہ عنہ مصنف

مسدس توحید - رقعات محب - وصال حق - جذبات محب وغیرہ

خلاصہ

ان رباعیات مین اسرار معرفت اور نکات باطن قرآن جمع کئے
گئے ہین طالبان صادق اور عاشقان حق کے لئے یہ
رباعیان جواہر بے بہا ہین - اس زمانہ مین
انکی اشاعت کی سخت ضرورت ہے

۱۳۲۲ ہجری
مطبع اختر دکن واقع افضل گنج حیدرآباد دکن مین چھپا

ضرورت کتب تصوف

اس زمانہ مین مغربی تعلیم کی اشاعت سے جس کی بنیاد علوم مادی پر ہے
علوم روحانی اور فلسفہ ربانی کی طرف سے روز بروز عدم توجہی اور غفلت
بڑھتی جاتی ہے۔ اور لوگ ہمہ تن جسم کی ترقی اور حظوظ نفسانی اور
لذات فانی مین پڑ گئے ہین اور اصلی مقصد پیدایش فوت ہوتا جاتا ہے
کیونکہ روح قدیم اور مادہ متغیر اور فانی ہے۔ انسان اس عالم مین روحانی
ترقی کرنے اور اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے آیا ہے۔ اگر معرفت آلہی
حاصل نہ ہوئی تو مقصود زندگانی فوت ہوا۔ اس لئے ہم نے ان چھوٹی
چھوٹی کتابون اور رسالون کے طبع کا سلسلہ قایم کیا ہے جن سے فلسفہ
الہیات کی نہایت ہی ضروری باتین پڑھنے والون کو بآسانی معلوم ہو
جائینگے اور طالبان حق کو ایک طرح کی مدد ملے گی امید ہے کہ ہمین اس مقصد
مین ضرور کامیابی ہوگی۔ کیونکہ پبلک اس وقت اسرار آلہی اور فلسفہ مذہب
کے معلوم کرنے کی از حد خواستگار معلوم ہوتی ہے۔

راقم

محب حسین

دیباچہ

اِن رباعیون کی تحریر سے یہ غرض ہے کہ پبلک یا خلق اللہ مین پاکیزہ خیالات اور صحیح معلومات کی اشاعت ہو۔ چونکہ خیال کے لیئے ایک پیرایہ بھی ضرور ہے۔ اِس لیئے اِن اسرار حقیقت اور انوار معرفت کے لیئے رباعیات کا لباس اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ تمام اصناف سخن مین زیادہ تر موثر اور زیادہ تر وسیع ہے۔ چار مصرعون مین یہ قابلیت ہے کہ مضمون کا ایک سمندر کوزے کی طرح اِن مین بھرا جا سکتا ہے۔ اِسکے علاوہ رباعیات آسانی سے یاد بھی کی جا سکتی ہین۔ اگر یہ رباعیاں اطفال کو مدارس دینی مین پڑھائی جائین گی۔ تو وہ تمام عمر ذہن سے فروگذشت نہ ہونگی۔ اور زندگی کی تمام دشوار گذار منزلون مین ایک اچھے رہنما و بدرقہ کا کام دینگی۔

اِن رباعیات کے ذریعہ سے وہ عام مفید باتین یہان شایع کی جاتی ہین۔ جنکی ضرورت آج کل ہمین از حد محسوس ہو رہی ہے۔ اور اکثر لوگ اِن مضامین پر بحث کرتے اور انھین پوری طور سے نہین سمجھتے نظر آتے ہین۔ ممکن ہے کہ اِن خیالات کی وجہ سے اکثر جو قرآن مجید اور احادیث سے

لئے گئے ہین لوگون کی بعض غلط فہمیان رفع ہو جائین اور وہ ورطۂ ضلالت اور ہلاکت ابدی سے نجات پائین۔

ان رباعیات کے مضامین کے اسناد بھی عنوان مین دی گئی ہین تاکہ عوام الناس کو مصنف پر اعتراض کرنے کا زیادہ موقع نہ ملے۔ دنیا کا خاصہ ہے کہ جب کوئی جدید کتاب اور نئے مضامین پیش کئے جاتے ہین تو اکثر اشخاص خود تو سمجھتے نہین مگر مصنف کو غلط فہمی کا الزام لگاتے ہین اور اپنی لاعلمی سے اوس پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہین سب سے پہلے تو مصنف کو لوگون کی عام جہالت اور کورچشمی کا نشانہ بنے پڑتا ہے۔ مگر جب رفتہ رفتہ لوگ اِس کتاب کے مضامین پر غور کرتے اور اِس کو سمجھتے ہین تو البتہ اِس کتاب کو نظر وقعت سے دیکھتے ہین۔ اِس لئے ہر رباعی کے اوپر قرآن شریف کی اکثر آیات مختصر طور سے نقل کر دی گئی ہین تاکہ ناظرین کو یہ معلوم ہو جائے کہ شاعر نے صرف مضامین مسلمہ کو نظم کر دینے کی کوشش کی ہے۔ خیالات وہی ہین جو کتب مقدسہ مین درج ہین۔ اِس لئے جو کچھ شبہ اور اعتراض ہو وہ کتب آسمانی کے مطالعہ اور فہم سے دور کیا جائے۔ مصنف اون کی ذمہ داری سے بری ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ آجکل ملک مین بعض سنجیدہ اور فہمیدہ اشخاص ایسے موجود ہین جو اس قسم کی کتابون کی قدردانی فرماتے ہین جنھین ہم آج کل شایع کر رہے ہین۔ ہمین امید ہے کہ اگر اسی طرح اور اشخاص بھی علم تصوف کی

اشاعت مین تائید فرمائینگے اور اپنی ذات سے اِس مضمون مین کتابین
شایع کرین گے یا لکھین گے یا کم از کم اون کی اشاعت مین مدد فرمائینگے۔
تو بہت قریب وہ زمانہ ہے کہ عام لوگون مین حق پرستی اور اخلاق حمیدہ کا
رواج ہو جائے گا۔ اور اجسام مردہ مین جان آجائے گی۔ اور ہر شخص کو
آخرت کی اصلاح کی فکر دامن گیر ہو جائے گی۔ جو ہر متنفس کے لئے یکے
بعد دیگرے آنے والی ہے۔ اور اِس دنیائے فانی مین اسقدر مستغرق
نہ ہو گا جس قدر کہ وہ اس وقت ڈوبا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ما علینا الا البلاغ

راقم محب حسین

فہرست مضامین

گلزارِ معرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) توحید

دوئی کے ساتھ ہی شیطان کا وجود قایم ہو جاتا ہے۔ جہان عابد کے ظہور ہے معبود کا وجود قایم ہوا وہان شیطان کا وجود بھی ظاہر ہوا۔ جیسے جب ایلیکٹرسٹی کے دوسرے نیگٹو اور پازٹو یعنی سلب و ثبوت ظاہر ہوئے تو شعلہ برقی کا ظہور ہوا اور جب یہ سلب و ثبوت مل گئے تو شعلہ بھی غائب ہو گیا چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ کہ اَعُوْذُبِکَ مِنْکَ یعنی مین تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہون۔ جب دوئی اٹھی اور وحدت کا مقام آیا۔ تو رحمن اور شیطان دونون غائب ہو گئے اور صرف ذات ہی ذات رہگئی۔ وحدت صرف مین عابد و معبود اور اللہ و بندہ دونو مفقود ہین۔

کیون احولی نفس کے غم سہتے ہین
کیون یاد مین شیطان کی بیہ رہتے ہین

توحید پہ قایم ہین جو اشخاص یہان

اعوذ بک منک وہی کہتے ہین

وفی انفسکم افلا تبصرون (قرآن) یعنی تم اپنے نفسون مین کیون نہین دیکھتے ومن عرف نفسہ فقد عرف ربہ یعنی جسنے اپنے آپکو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا و قلب المومن عرش اللہ تعالی یعنی مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے ۔

کیا عرش پہ ہے یا دلِ مومن مین خدا؟

فی انفسکم سچ ہے کہ ہے جھوٹ بتا؟

ہنستے ہین سمجھ پر تری عاقل نادان

شہرون مین ڈھنڈورا ہے بغل مین لڑکا

وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ ویحکم ما یرید (قرآن) اور نہین چاہتے تم جب تک کہ اللہ نہ چاہے اور جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے ۔ لا تتحرک ذرۃ الا باذن اللہ (حدیث) یعنی

کوئی ذرہ خدا کے حکم بغیر حرکت نہین کرتا۔

اسباب ہین سب اُسکے ارادے سے ملے

ممکن نہین ذرہ کوئی بے حکم ہلے

سمجھا ہے غلط یہ کہ مین قادر ہون محب

ہر بات مین ہے اِس کا ارادہ پہلے

دور و تسلسل باطل ہے۔ ہر چیز اسی ذاتِ مطلق سے نکلی ہے اور اسیکی اندر لوٹ جاتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون یعنی ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہین ومنہ بدا والیہ یعود اسی سے نکلے ہین اور اسی کی طرف لوٹتے ہین۔

حادث تھے جو آئے گئے اگلے پچھلے

سب جا کے اسی بحر مین قطرے یہ ملے

باطل ہے یہ سب دور و تسلسل بخدا

بے ذات کے انڈا ہے نہ مرغی پہلے

فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جدہر تم منہ کرتے ہو ادہر اللہ کا منہ ہے کما بدأکم تعودون (اعراف) یعنی تمہارا اصل خدا ہی اسی سے تم پیدا ہوئے اور اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

اقرب ہے وہ بندے سے کہ جیسے شہ رگ

انسان نہین فہم مین کچھ گربہ و سگ

جڑ ہی سے نمو ہے پرورش اور وجود

پھل اصل سے اپنی نہین نافہم الگ

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون اے یعرفون یعنی ہمنے جن اور انسان کو اپنی معرفت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر اس زندگی مین توحید حاصل نہ ہوئی تو عمر برباد گئی اور زندگی کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ جو خدا کی معرفت ہے۔

افسوس ہے اُس پر جو یہان آکے گیا

اور گوہر وحدت نہ اُسے ہاتھ لگا

ارواح یہ غواص ہین ہستی دریا

غوطہ ہے یہ عمر اور موتی ہے خدا

آدمی دل مین اپنے آپ سے باتین کرتا ہے اور اوس وقت مخاطب اور کلیم وہی خود ہے۔ اسی طرح عالم خارج مین بھی وہی ہستیٔ مطلق مخاطب۔ فاعل اور مفعول خود ہے۔

خارج مین تو بعد پہلے گھاتین دل مین

دشمن کو بھی مارتا ہے لاتین دل مین

خود فاعل و مفعول و مخاطب ہے کلیم

وحدت کا تو منکر ہے یہ باتین دل مین

انا اعطینٰک الکوثر (قرآن) یعنی ہمنے تجھے کثرت مین وحدت کو دیکھنا یعنی توحید وجودی عطا کی۔

کثرت مین جو وحدت پہ نظر رکھتا ہے

اسلام مین عرفان مین وہ پکا ہے

گر نعمت عظمیٰ نہین توحید تو پھر

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ کیا ہے

ان شانئك هوا لا بتر لیعنی تیرا دشمن ابتر ہے۔ اہل توحید پر کوئی شئے غالب نہین آسکتی۔ اور وہی سب پر غالب ہین۔

کر فہم کہ قرآن مین ہے کیا کوثر

مطلب ہے کہ کثرت مین ہو وحدت پہ نظر

اسفل تو یہ مشرک ہین مو حد اعلےٰ

غالب ہین وہی لوگ جو ہین وحدت پر

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (قرآن) پناہ مانگتا ہون مین مخلوق کے شر سے۔

اولاد سے اموال سے دکھ پاتا ہے

معشوق کے صدمون کا بھی غم کھاتا ہے

مخلوق کے شر سے وہی بچتا ہے محب

جو ذات مین اللہ کی چھپ جاتا ہے

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ - اَللّٰہُ الصَّمَدُ - یعنی خدا ایک ہی اور وہی ظاہر ہے - یعنی باطن اور ظاہر وہی ایک اللہ موجود ہے - جو لوگ خلق اور خدا کو دو علاحدہ وجود جانتے ہین وہ مشرک ہین -

مشرک ہین وہی عقل مین جنکی بل ہین

حیوان سے بھی انسان یہان اسفل ہین

ہے ایک خدا دوسرا عالم مین نہین

جو ایک کو دو دیکھتے ہین احول ہین

عالم مین وجود ایک ہے اور وہ ذاتِ احد ہے چنانچہ قرآن مجید مین صاف ارشاد ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی اسکا کوئی برابر والا موجود نہین یعنی بجز خدا کے اور کسی کی ہستی اور وجود نہین مین اور تو کا فرق اعتباری ہے - حقیقت مین سارا عالم ایک وجود ہے

ڈاکے ہین کہین اور کہین رن ہین پڑے

حاکم سے ہین محکوم کسی جا بگڑے

معلوم ہوا شرک کا پردہ جو اٹھا

مین تو کے جہان مین ہین یہ سارے جھگڑے

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (ق) یعنی اللہ آسمان اور زمین کا نور ہے جب عالم مین خدا ہی کا وجود ہے۔ تو غیر از خدا کا خیال وہم اور وسوسہ ہے۔ اسی لئے اہل شرک کے تمام خیالات وہم اور وسواس ہین

جو کچھ کہ سوا حق کے ہے وہ ہے وسواس

انسان ہو فرشتہ ہو کہ کوئی خناس

ہر رنگ مین وہ ایک ہی آتا ہے نظر

مالک وہی معبود وہی رب الناس

آفتاب کی شعاع سات رنگون سے مرکب ہے۔ جب یہ رنگ جمع ہوجاتے ہین تو نور پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ تمام مذاہب مختلف رنگ رکھتے ہین۔ اہل توحید سب مذاہب کو خدا ہی کی طرف سے جانتے ہین اور اس لئے وہ کسی مذہب سے مخالفت نہین کرتے۔

نافہم ہین ادیان مخالف سے نفور

سمجھے نہین باطل بھی تو ہی حق کا ظہور

یہ فرق مذاہب جو ہے نیرنگی ہے

باہم جو ملین رنگ تو ہو پیدا نور

کل حزب بِمالدیھا فرحون ہر شخص کا خدا اور مذہب اسکے فہم اور خیال کے موافق ہے۔ اور اسی لئے اپنے خیال کے مطابق وہ اسکو محدود اور نامحدود قرار دیتا ہے۔

سمجھا ہے کوئی عرش پہ بیٹھا ہے خدا

اور فرش پہ کہتا ہے کوئی ہے وہ ہرا

جو جسکی سمجھ ہے وہی رب اسکا ہے

ہر اک کا خدا جدا ہے اور دین جدا

خدا کی ذات ایک ہے اور اس کے نام اور اسما بہت ہین۔ نامون کے اختلاف سے ذات پر کوئی اثر نہین۔ جو لوگ نامون پر لڑتے ہین وہ مشرک ہین۔

کہتا ہے کوئی رام کوئی گاڈ خدا

لیکن ہین اسی ایک کے یہ سب اسما

الفاظ کے جھگڑے مین نہ پڑ کفر ہے یہ

معنی کو سمجھ اور نہ کر شرک خدا

لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه ۔ کوئی معبود نہین مگر اللہ۔ یعنی سوا اللہ کے اور کوئی معبود نہین۔ خواہ تم کسی شئے کو پوجو۔ لیکن دراصل ہر رنگ مین وہی ایک معبود پجتا ہے۔ اگرچہ عابد اس اطلاق سے واقف نہین اینما تولوا فثم وجه الله جدہر تم رخ کرتے ہو ادھر اللہ ہی کا منہ ہے۔

پتھر کوئی پوجتا ہے اور کوئی شجر

حیوان کہین معبود کہین شمس و قمر

ہر رنگ مین بجتی ہے وہی ذات احد

عارف ہین وہ رکھتے ہین خدا پر جو نظر

انسان آنکھہ کی سیاہ پتلی کو زبان عرب مین کہتے ہین۔ انسان کو انسان کہنے کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ وہ بمنزلہ خدا کی آنکھہ کی پتلی کے ہے۔ جو تمام اعضائے انسانی مین شریف ہے۔ قرآن شریف مین بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے وھوالسمیع البصیر یعنی وہی دیکھتا اور سنتا ہے اس حصر سے صاف واضح ہے کہ سماعت اور بصارت خدا ہی کی ہے وھوالظاھر وھوالباطن اور وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے تو جو چیز ظاہر ہے وہ بھی خدا ہی کا ظہور ہے۔

آدم کو خلافت جو خداوند نے دی

مسجود ملائک ہوا عزت یہ ملی

اللہ کے اعضا تو ہین یہ مخلوقات

انسان ہے مگر چشم خدا کی پتلی

خالق اور رب وغیرہ سب اسماء اللہ ہین۔ سوا خدا کے جب کسی اور کا وجود نہین جس پر یہ آیت قرآنی دلیل ہے کہ قل ہو اللہ احد اللہ ہو الصمد یعنی ظاہر اور باطن اللہ ہی ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہہ ارشاد ہے کہ ہو الظاہر ہو الباطن کہ وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے۔ تو اب کسی شیطان کا وجود باقی نہ رہا۔ اور جب شیطان کا وجود بھی نہ رہا تو خطرات بھی مٹ گئے۔ اسی لئے حضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ اعوذ بک منک یعنی مین تجھ ہی سے تیری پناہ مانگتا ہون۔

خالق ہے وہی اور وہی رب الناس

ہے اسکے سوا غیر کا خطرہ وسواس

اعوذ بک منک بقول حضرت

شیطان نہ کہین ہے نہ کہین شر الناس

سنریھم ایاتنا فی الآفاق فی انفسھم حتےٰ یتبین لھم انہ الحق - (ق) قریب ہے کہ دکھائینگے ہم انھین اپنی نشانیان آفاق (عالم) مین اور انھین کے نفسون مین تاکہ ظاہر ہو جاے ان پر حق (وفی الارض ایات للموقنین - اور زمین مین یقین رکھنے والون کے لئے نشانیان ہین (ق)

عالم جسے کہتے ہین وہ ہی ایک ہی ذات

آیات ہین حق کے یہ جماد اور نبات

کپڑے کو رنگا جب تو چھپی بے رنگی

باطن تو ہے ذات اور ظاہر ہین صفات

ولم یکن لہ کفواً احد - اور کوئی اسکا کفو یعنی ہد مقابل نہین اسکا مطلب اوپر سے یہی بیان ہوا ہے کہ مرتبہ ذات اور صفات سب مراتب اللہ ہی کے ہین اور جب اس کے سوا کسی اور کا وجود ہی نہین - تو اسکا کوئی برابر والا یا مقابل بھی نہین -

پڑھتے ہین نماز اور کرتے ہین وضو

دل مین ہے خیال غیر اُس پر ہے تفو

عالم مین نہین اس کا مقابل تو کوئی

ہے خلق اگر غیر تو ثابت ہے کفو

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ - اَللّٰهُ الصَّمَدُ - لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ - یعنی وہ اللہ ایک ہی ہے اور اللہ ہی ظاہر ہے - اس نے کسی کو نہین جنا اور نہ وہ جنا گیا ہے - یعنی وہ باپ کی طرح علت ناقصہ نہین ہے اور نہ وہ کسی علت کا معلول ہے - اسکی ذات وصفات ایک ہی ہین -

عالم یہ نہین یہ تو ہے اللہ الصمد

علت ہے وہی کل کی مگر لم یولد

ہین ایک ہی دونو یہ محب ذات وصفات

کیا خوب کہا ہے کہ ہو اللہ احد

(۲) رسالت

ولایت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔ ہر رسول ولی ہوتا ہے۔ مگر ہر ولی رسول نہین ہوتا۔ ولی اور رسول دونو خدا کی حضوری مین حاضر رہتے ہین۔ مگر اصلاح عوام اور ہدایت عام رسول کا فرض منصبی ہے۔ ولی کو لازم نہین۔ رسول اس ہدایت کے کام پر مامور ہے۔ اور ولی مامور نہین۔ اسی لئے ہر ولی کو رسول کی شریعت کی پابندی ضرور ہے۔ اور وہ شریعت اور احکام آلٰہی کا تابع ہے۔

ہے خاص رسالت اور ولایت ہی عام
لازم نہین ہر ولی پہ حق کا پیغام
لیکن ہے ضروری کہ پیمبر ہو ولی
پہنچائے وہ بندون کو خدا کے احکام

رسالت ختم ہو چکی۔ مگر ولایت جاری ہے۔ یعنی اب ولی پیدا ہوتے ہین۔ مگر رسول نہین ہو سکتے۔ یعنی رسالت کی تکمیل ہو چکی ہے اس لئے جدید رسول کی ضرورت

باقی نہین رہی۔ ولی ہر زمانہ مین ہوتے ہین اور علمائے راسخین جو عالم شریعت اور عالم باطن ہین وہ مشائخ کبار اور پیران عظام ہین۔ اور وہ رسول کے جانشین ہین۔ ان کی اطاعت دراصل رسول اور خدا کی اطاعت ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے:

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے عالم بنی اسرائیل کے نبیون کی طرح ہین۔ جو اولیا فنافی اللہ اور بقا باللہ کے مدارج طے کر چکے ہین اور ان پر عالم باطن کھل چکا ہے اور علوم ظاہری اور باطنی دونو کے جامع ہین وہ البتہ شیخ کامل کہے جا سکتے ہین۔

گر ختم رسالت ہے ولایت تو نہین
ہے عالم باعمل بجائے شہ دین

یہ پیر یہ اولیا یہ شیخان بزرگ
ہین سب یہ رسولون ہی کے سجادہ نشین

انسان کامل اور پیغمبر اور خدا اور خلق کے درمیان ایک برزخ ہے۔ یعنی خدا اور خلق دونون کے خواص اس مین پائے جاتے ہین۔ شعر

اُدہر اللہ سے واصل۔ اِدہر مخلوق مین شامل
خواص اس برزخ کبریٰ مین ہے حرف مشدد کا

ظاہر مین خلق ہے اور باطن مین اللہ۔

ہادی جسے کہتے ہین ہمپبر جسکو
ہین جسکے جہان مین ہزارون پیرو

بحرین کے درمیان وہی ہے برزخ
ہے بندہ واللہ اسی مین دونو

فرمایا گیا ہے کہ کنت نبیًا وادم بین الماء والطین یعنی مین اوس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی مین تھے یعنی حضرت آدم پیدا نہ ہوئے تھے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اس دور کے پہلے بھی حضرت نبی تھے۔ اگلے دور مین اور پھر اس دور مین خاتم انبیا کے لباس مین ظاہر ہوئے۔ اور اگلے دورونمین جو ترقی کی تھی اسکو ظاہر فرمایا۔ الغرض رسل اور انبیا کئی دور مین رہ چکتے ہین اسوقت کمال انسانی حاصل کرتے ہین۔ یہ عالم ایک مدرسہ ہے جہان انسان علم حاصل کرتا ہے اور یہ دور ایک مدرسہ کا ٹرم یعنی اوقات امتحان ہین۔

ہر دور مین رہکر جو یہان آتا ہے
وہ تجربہ علم ساتھ پھر لاتا ہے

اس دور کے آدم سے جو پہلے ہو نبی

پیغامبر حق وہی کہلاتا ہے

قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ لا نفرق بین احدٍ من رسله نہین فرق کرتے ہین ہم کسی رسول بین وامنت باﷲ وملائکته ورُسله - یعنی ایمان لائے ہم اللہ پر اور اوس کے فرشتون پر اور اسکے رسولون پر - رسالت ایک کلی ہے جس کا افراد بے انتہا ہین - اگر کسی ایک فرد رسول سے انکار کیا جائے گا تو تمام افراد سے انکار ہو جائیگا - کوئی مسلمان دوسرے رسولون کی تکذیب نہین کر سکتا بجز جاہلون کے جو اصول مذہب اسلام سے محض ناواقف ہین - اور مذہبی تعصب کی بنا پر لوگون سے لڑتے ہین جو سراسر اسلام کے خلاف ہے -

کلی ہے رسالت ہین افراد رسول

افراد پہ اشخاص پہ لڑتے ہین جہول

جو ایک کا منکر ہے وہ سب کا منکر

گر ایک پیمبر کو وہ مانے تو فضول

(۳) ولایت

ولا خوف علیہم ولا ھم یحزنون (ق) اولیاء اللہ کو کوئی خوف اور غم نہین علماے امتی کانبیاء بنی اسرائیل (ح) میری امت کے عالم یعنی ولی بنی اسرائیل کے نبیون کیطرح ہین بغیر توجہ تفصیلی کے کوئی ولی نہین ہو سکتا۔ ولایت کے لیئے حضوری اور لقا اللہ شرط ہے۔

بے خوف ہین بے حزن ہین اللہ کے دوست

باطن مین ہین نور اور ظاہر مین ہین پوست

ہے فرق مراتب تو زبان پر لیکن

دل مین ہے یقین یہ کہ عالم ہمہ اوست

ان اولیاء اللہ لا یموتون۔ (ق) خدا کے دوستون کو موت نہین۔ روح تو کسی کی بھی نہین مرتی۔ عوام کی موت اضطراری ہے اور خواص کی موت اختیاری۔

مرتے نہین واللہ کبھی حق کے ولی

ہین زندۂ جاوید و سعیدِ ازلی

مختار ہین عالم مین جہان چاہے رہین

سو بار یہان آئین جو خواہش ہو دلی

دنیا مین اولیا اللہ کے سب قدم چومتے ہین۔ سلاطین الوالعزم بھی ان کی قدمبوسی کو اپنا فخر جانتے ہین۔ مرنے کے بعد انکی وہی تعظیم و عزت قایم رہتی ہے۔ حالانکہ بڑے بڑے بادشاہ جن کے ڈنکے دنیا مین بجتے ہین مرنیکے بعد ان کے عظیم الشان مقبرے ویران پڑے ہین اور سوا درندون کے کوئی دو پھول بھی نہین چڑھاتا۔ برخلاف اس کے اولیا اللہ کے مقبرون پر رات دن میلا لگا رہتا ہے۔ اور دن عید رات شب برات ہے۔ ان کی مقبولیت کی اس سے زیادہ اور کون سی بین دلیل ہو سکتی ہے۔

سلطان کے تقریب سے ملی عزت و جاہ

لیکن نہین کچھ زوال و نکبت سے پناہ

اللہ کی دوستی سے حاصل یہ ہوا

دنیا تو ہے کیا چیز دو عالم کا ہے شاہ

اُذکُرُونِی وَاَذکُرُکُم (ق) تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا

اولیا اللہ خدا کی یاد مین مستغرق رہتے ہین۔ ان کے افعال و اعمال سب اس بات کی گواہی دیتے ہین کہ وہ فنا فی اللہ ہین اور اللہ ہی کی ہستی کے ساتھ باقی ہین۔

کہتے ہین ولی کسکو ولایت ہے کیا

جو یاد کرے حق کو وہ حق کا شیدا

باطن مین خدا اور ہو ظاہر مین خدا

دیکھے نہ کسی چیز کو وہ حق کے سوا

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا جلیس من ذکرنی ۔ جو میرا ذکر کرتا ہی مین اوس کے پاس بیٹھتا ہون اور حضرت صلعم فرماتے ہین۔ الصحبت موثر یعنی صحبت کا اثر ہے۔ اب خیال فرمانا چاہیئے کہ جو خدا کی صحبت یا حضور مین

رہے گا وہ کیونکر تخلق باخلاق اللہ نہ ہوگا۔ جب درختوں کے کیڑے درختوںکا رنگ پکڑ جاتے ہین۔ تو انسان کیونکر خدا کا رنگ نہ پکڑے گا۔ اور خدا کے رنگ سے کون بیز رنگ ہے۔ جیساکہ قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے۔ اولیا اللہ کی بڑی شناخت یہ ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے سے دل خدا کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے اور دنیا کی طرف سے سردی پیدا ہوتی ہے۔

جب بیٹھتے ہین پاس کسی شخص کے ہم
پڑتا ہے اثر دل پہ ہمارے ہردم
وہ پیر ہین جب تک کہ رہین اُن کے پاس
آتی رہے یاد حق دلون مین پیہم

عرفان

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون الی لیعرفون۔ نہین پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر اپنی معرفت کیلئے

اس لئے مقصد حیات عرفان ہے۔ جس کو معرفت حق حاصل نہ ہوئی۔ اُسکی زندگی کا مقصد اعلیٰ ہی فوت ہوا۔ یہ دولت و دنیا۔ مال وجاہ۔ عزت وحکومت مرنے کے بعد سب بیکار ہی نہیں بلکہ اسباب عذاب ہین۔

یہ علم یہ تجربہ یہ تحقیق یہ کد

بے سود ہے حاصل نہ ہو گر علم احد

مقصد تھا یہان آنے سے خود کو پائین

اور وہ نہ ملا گر تو ہے غم تا بہ ابد

جس کو دنیا سمجھے ہین وہ دہوکا ہے۔ اور دنیا باعتبار اس کے دنیا ہے کہ اس کو بذاتہ مستقل جانتے ہین۔ عالم باعتبار اس کے کہ وہ خداوند تعالیٰ کا ظہور فی الخارج ہے حق ہے۔ وہ دنیا نہین۔ جاہل کو وہی عالم دنیا ہے۔ جو قابل نفرت ہے۔ اور موحد کو وہی عالم حق ہے۔ **فاینما تولوا فثم وجہ اللہ** یعنی جدہر تم منہ پہراو اودہر اللہ کا منہ ہے۔ (قرآن شریف)

عالم جسے کہتے ہین وہ ہے وہم وخیال

گھیرا ہے طلسم اور شیطان کا ہے جال

اندھے یہ سمجھتے ہین کہ ہم بینا ہین

بیناہے وہ کہتا نہین جودل کاحال

مَنْ عرف نفسہ فقد عرف ربہ خداکی معرفت اپنی معرفت پر منحصر ہے۔ جس نے تمام عمر اشیاء عالم مثلاً نباتات۔ جمادات اورحیوانات کا علم توحاصل کیا مگراپنی روح کاکچھ علم نہ سیکھا۔ اس نے بچون کی طرح کوڑیان جمع کین اور الماس کوچھوڑ دیا۔ آدمی کوسب سے زیادہ ضروری اپنا علم ہے چنانچہ سقراط حکیم کہتا ہے کہ آسمانون اور زمین کاتوعلم حاصل کرتے ہین اوراپنے اندراورباہر کی قوتون کی اوراک سے نادان اور جاہل ہین۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے انسان تواپنے آپ کوجان پھر سارے عالم کوجان لے گا۔ کیونکہ انسان مین تمام عالم باطن اورخارج سب موجود ہے۔

پڑھ لکھ کے جو عالم ہواتواوردانا

ہر علم کی تحقیق مین بھی فرزانا

بی اے ہوا ایم اے ہوا اور ایل ایل ڈی

گر آپ کوجانا نہین پھر کیا جانا

سب سے بڑی چیز عرفان حق ہے۔ اگر ساتون عالم بھی کھل جائین اور توحید حاصل نہ ہو۔ تو اس کشف سے کوئی فائدہ نہین۔ آدمی کی نجات صراط مستقیم یعنی توحید پر منحصر ہے نہ کہ عالمون کی سیر اور تماشون اور قوتون کے استحصال پر قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی چلا ہمین سیدھی راہ یہ نہین کہا گیا ہے کہ دکھا ہمین عالمون کو۔

سب علم وریاضت کا ہے مقصود خدا
اور اِس کے سوا نفس کا سب ہے دہوکا
حاصل نہ ہو گر معرفتِ حق ہمکو
کھلجائے اگر عالم لاہوت تو کیا

لوگ عالم آخرت کو آسمان کے اوپر سمجھتے ہین اور آسمان کو اپنے اوپر جانتے ہین۔ حالانکہ عالم مثال اور دیگر عوالم جنھین آسمان سے بھی تعبیر کرتے ہین کچھ ایسی ترکیب سے واقع ہین جیسے بوریہ کی بناوٹ یعنی ہر ایک عالم دوسرے عالم کے اندر پایا جاتا ہے۔ اس لئے کسی عالم کو کسی عالم سے فصل نہین اور تمام عوالم بحیثیت اجتماعی ایک ہین۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دن کو بعض اوقات چاند آفتاب کے قریب ہوتا ہے تو چاند اور سورج دونون کے نور

باہم ملے ہوتے ہین۔ مگر دھوپ کی تیزی سے چاندنی نظر نہین آتی۔ شام کو آفتاب غروب ہوتے ہی چاندنی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح چونکہ آدمی عالم ناسوت کی طرف ہمہ تن متوجہ رہتا ہے۔ اس لئے اسکو عالم آخرت دکھائی نہین دیتا اور جب وہ دل کو ادہر سے ہٹاکر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو عالم آخرت یا مثال بھی دیکھنے لگتا ہے۔

ہرگز نہین آخرت جہان کے باہر

اندہے کو نہین اس کی مگر کوئی خبر

دیکھا نہین کیا چاند قریب خورشید

ثابت ہے شب ماہ بھی دن کے اندر

روح

سارا عالم ایک روح اور ایک جسم ہے۔ جو کسی کو اذیت پہونچاتا ہے وہ اپنی آپ ہی کو اذیت دیتا ہے من عمل صالحًا فلنفسہ ومن

اسا فلھا۔ جو کوئی نیکی کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو بدی کرتا ہے وہ اپنے حق مین کرتا ہے۔ (قرآن)

جب روح ہے سب کی ایک اور ایک جسد

پھر کس سے تو کرتا ہے یہان بغض و حسد

جو مارتا ہے کوئی کسی کے منھ پر

آتی ہے پلٹ منھ پہ اُسی کے وہ زد

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے نفخت فیہ من روحی یعنی آدم مین مینے اپنی روح پھونکی ہے اور فرماتا ہے کہ ھوالظاھر وھوالباطن یعنی وہی ظاہر اور وہی باطن ہے ان تمام آیات قرآنی سے صاف واضح ہے کہ خدا خود ظاہر و باطن موجود ہے اور اُسیکی روح ہمارے اندر موجود ہے۔ اور بندے اور اللہ مین دوئی نہین ہے۔ ہان فرق اعتباری ضرور ہے اور وہ ہر شئے مین پایا جاتا ہے۔ مگر حقیقت تمام اشیاے عالم کی ایک ہی ہے۔ فرق اعتباری نہ ہوتا تو وحدت مین کثرت کبھی پائی نہ جاتی۔

لکھا ہے یہ قرآن مین نفخت روحی

اب کہیے کہ یہ روح بشر ہے کسکی

باطن وہی ظاہر وہی عالم میں ہے ایک

ہرگز نہین اللہ مین بندے مین دوئی

روح قدیم ہے اور جسم حادث ہے۔ یہ پوست ہے اور وہ مغز ہے مگر لوگ پوست کی تو اسقدر پرواخت کرتے ہین اور مغز سے بالکل غافل ہین۔

ہے روح قدیم اور حادث ہے بدن

ناچیز صدف یہ تو ہے وہ دُر عدن

پرواخت مین چھلکے کے یہ جانکاہی ہے

بے مغز اُٹھاتے ہین عجب رنج و محن

جسم اور لذت نفسانی ہرآن فانی ہین اور روح باقی ہے۔ حظوظ روحانی فنا نہین ہوتے۔ اس لئے جو لوگ جسم کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاتے ہین اور روح سے بالکل غفلت اختیار کرتے ہین۔ وہ بڑے گھاٹے مین ہین۔ اور جو اشخاص روح کی طرف متوجہ ہین اور بقدر ضرورت جسم کی پرواخت کرتے ہین وہ راہ راست پر ہین۔

کہ روح کی پرداخت کہ جو باقی ہے

ہر آن مئے عیش کی وہ ساقی ہے

کیا روح مین اور جسم مین نسبت غافل

وہ طائر سدرہ ہے یہ آفاقی ہے

روح بادشاہ اور جسم خادم ہے۔ کیونکہ جسم پر روح حکمران ہے۔ جو لوگ جسم اور نفس کی پرستش کرتے ہین وہ غلامون کے غلام ہین۔ انسان کامل وہی جو روحانی قابلیات کو اُبھارے اور اجسام پر متصرف ہو۔

ارواح شہنشاہ ہین خادم اجسام

باطن کی حکومت ہے تو ظاہر ہے غلام

خادم ہین غلامون کے یہی نفس پرست

رہتے ہین پرستش مین اُنھین کی یہ مدام

ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ - مہر کردی اللہ نے اون کے دلون پر اور اون کے کانون پر اور ان کی آنکھون پر پردہ ہے یعنی ان مین نیک بات کے سمجھنے کی قابلیت ہی نہین - وہ کسی عقل کی بات کو سنتے ہی نہین - اور کسی واقعات کو دیکھکر عبرت ہی نہین حاصل کرتے -

دائم ہے جو روح اوس سے غافل ہین مگر
دنیا کی خرافات پہ ہر دم ہے نظر
سنتے نہین پڑھتے نہین یہ حق کا کلام
کیا کیجیے ہین خدا کی مہرین دل پر

عشق

عاشقون کو معشوق کی یاد سے فرصت ہی کہان ہے جو وہ اور کسی طرف متوجہ ہون - یہی ان کی نماز ہو اور یہی ان کا روزہ - اہل استغراق پر احکام شرع

جاری نہین جیسے سوتے پر نماز فرض نہین۔

ہین یاد آلٰہی مین جو غرق آٹھ پہر

ان کو نہین کچھ فرض کی سنت کی خبر

سمجھے نہین جو لوگ کہ اسرار صلواۃ

کرتے ہین نمازون پہ وہی فخر اکثر

عاشقون کی نماز خیال یار ہے اور زاہدون کی نماز رکوع اور سجود وہ حضوری
مین حاضر ہین اور انھین اوس کے مشاہدہ سے حجاب ہے۔

رندون کی نماز ہے خیالِ دلدار

روزہ ہے محب ترک وجود اغیار

اغراض کا چھوڑنا ہے خیرات و زکات

اور حج ہے طوافِ کعبۂ دل ہر بار

ورنہ یا شرک کے ساتھ عبادت بے نتیجہ ہے اور توحید کے ساتھ ہر عبادت نتیجہ خیز ہے۔ چنانچہ حضرت صلعم فرماتے ہین من قال لا الہ الا اللہ فقد دخل الجنتہ ان زنیٰ و سرق (حدیث کا مطلب یہ ہے) یعنی جس نے لا الہ پر یقین لاکر عمل کیا وہ جنت مین داخل ہوا۔ اگرچہ زنا اور چوری بھی کرلے۔

قسمت ہے یہ کسکی مئے و معشوق ملے

زاہد مئے عشق ہے یہ تھوڑی پی لے

کیا فائدہ اس بھوک سے اس سجدے سے

اتنی تو ہویاد حق کہ خود کو بھولے

عشق اسمائے الٰہی مین سے ایک اسم ہے۔ اسکا ظہور عالم خارج مین بغیر عاشق و معشوق کے ہو نہین سکتا۔ تنزیہ کی حالت مین خدا کا عاشق ہونا محال ہے کیونکہ وہان اس کی کوئی صورت و شکل ہی نہین۔ بلکہ ادراک حواس باطنی سے بھی وہ مبرا ہے۔ اس لئے خدا کا عشق اسی عالم ناسوت مین مظہرات حق کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے۔ اور لقاء اللہ بھی اس عالم خارج مین ہوسکتا ہے بعض اشخاص یہ سمجھے ہین کہ خدا کا عشق اور لقا تنزیہ مین ہوتا ہے اور یہ بالکل

محال ہے۔

بے عاشق و معشوق نہین عشق کہین

بے مادہ عالم مین نہین کوئی حسین

تنزیہ مین کس طرح سے ہو عشق احد

تشبیہ مین سب اس کے ہین رخسار و جبین

سوا خدا کے اور کوئی حسین نہین چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ اللہُ جمیل و یحب الجمال یعنی خدا حسین ہے اور حسن سے محبت کرتا ہے۔ اس کا مفہوم یہی ہے کہ خود وہی عاشق و معشوق ہے۔ لیلےٰ کی حقیقت کو جب مجنون سمجھا تو اوس کو لیلےٰ کا خیال جاتا رہا اور ہر طرف اوس کو لیلےٰ ہی لیلےٰ نظر آنے لگی۔ اسی طرح عارف کی آنکھہ مین ہر رنگ اور ہر شان مین وہی دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی وہ نظر ہے جو خدا کے فضل و کرم سے انسان کو نصیب ہوتی ہے۔

معشوق سوا اُس کے نہین کوئی یہان

وہ حسن کے پردے مین یہان خود ہی نہان

سمجھا جو یہ مجنون کہ ہے لیلےٰ بھی وہی
اٹھی شب تاریک ہوا نور عیان

نفس یا شیطان

آدمی رحمٰن بھی ہے اور شیطان بھی جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہے۔
من شر الوسواس الخناس ٥ من الجنۃ والناس
(ق) یعنی پناہ مانگتا ہون مین وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے جو جنون اور آدمیون کی قسم سے ہے۔ انسان خداوند تعالیٰ کی صورت پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس مین بھی شان جلال اور جمال دونون موجود ہین۔

اعمال جو اچھے ہین تو ہے خیر النّاس
افعال جو بد ہین تو تو ہی ہے خنّاس
یہ رحمت و شیطنت ہین اوصاف تیرے
رحمٰن ہے تو ہی تو ہی ہے شیطان وسواس

انسان کو اپنے غیب معلوم نہین ہوتے اور جنھین معلوم ہوتے ہین وہ اعلیٰ درجہ کے لوگ ہین۔ حضرت آدم نے فرمایا تھا۔ ربنا ظلمنا انفسنا
اے رب ہمارے ہمنے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

کہتے ہین کہ شیطان کا نہین کوئی وجود

اور خود ہین ہین سب خواص شیطان موجود

شیطان بھی سمجھتا نہین خود کو شیطان

آدم نے جو سمجھا تو ہوئے وہ مسجود

جن اور انس دونو صورتون مین خناس ہوتا ہے۔ گمراہ اور فاسق و فاجر اشخاص دراصل شیطان ہین۔ مگر لوگ انھین اپنی لاعلمی سے ایسا نہین جانتے۔

خناس کے اقسام ہین جن اور انسان

ظاہر تو یہ آدمی ہے اور جن پنہان

گر شک ہے تو دیکھہ دل کے اندر وسواس

باطن مین تو موجود ہے آنکھون مین نہان

قوائے نفسانی کے اجسام اور اشکال بھی ہین۔ جب وہ زور دار ہوتے ہین تو عالم خارج مین آجاتے ہین۔ چنانچہ غضب کی شکل آگ کی اور نفس کی شکل مار کی ہے۔

یہ خوف یہ غصہ یہ عداوت یہ حسد

ہر ایک کی اک روح ہے اور ایک جسد

موجود ہین یہ باطن و خارج مین محب

ہے مار کوئی گرگ کوئی کوئی اسد

کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ ایک پاؤن نفس پر رکھ دوسرا پاؤن خدا کی بارگاہ مین خود پڑے گا۔ اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَمّا مَن طغیٰ واثر الحیواۃ الدنیا۔ فَاِنّ الجحیمَ ھِیَ الماویٰ وامّا مَن خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھویٰ فانّ الجنّۃ ھی الماویٰ۔

یعنی جس نے سرکشی کی اور حیات دنیا ہی کو اختیار کیا تو اوس کا ٹھکانا دوزخ ہی مین ہے۔ اور جو اپنے رب سے ڈرا اور خواہشات نفسانی کو چھوڑا۔ تو البتہ اوس کا ٹھکانا جنت ہی مین ہے۔

گر نفس سے چھوٹا تو ہے جنت مین قدم

دنیا مین اُسی کے تو ہین یہ ظلم وستم

گر چاہتا ہے تو غمِ دنیا سے نجات

تو چھوڑ غرض اپنی غضب جاہ وحشم

نفس کو مارنے سے آدمی کی عزت دنیا کرتی ہے۔ دشمن بھی دوست ہو جاتے ہین۔ دیکھو جب آدمی مرجاتا ہے اور نفس باقی نہین رہتا تو دشمن بھی جنازے کو اُٹھاتے ہین اور اوسوقت سارے دشمنی کے خیالات جاتے رہتے ہین۔

گر نفس کو مارا تو ہے دنیا جنت

دشمن بھی اُٹھاتے ہین سرون پر میت

موزی ہے یہ نفس مار اس کو پہلے

یہ سانپ جو مر جائے تو پھر ہے راحت

جس زمانہ مین حضرت آدم اور حوا جنت مین تھے اوس سے عہد طفلی مراد ہے
اور وہ شجر جس کے پاس جانے سے ممانعت کی گئی تھی وہ خواہشات نفس مین یا
جب آدم نفس کے درخت کے پاس گئے اور خواہشات نفسانی کا پھل چکھا تو جنت سے
نکالے گئے یعنی جب بچے مین نفس ظاہر ہوا اور خواہشات نفسانی کا جوش و خروش بڑہا تو
وہ آرام و راحت اور بے فکری کی زندگی سے نکالا گیا جسطرح حضرت آدم جنت سے نکالے گئے تھے-

دھوکا ہے جو ارمان پہ اگر دم نکلے

شادی ہی سے سو طرح کے ماتم نکلے

شہوات سے پاک ہے جو بچپن غافل

جنت تھی یہی جس سے کہ آدم نکلے

بچہ کو جو سب لوگ پیار کرتے ہین اور اوس کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین- تو
اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نفس امارہ سے بالکل پاک و صاف ہے- اور اپنے
مبدے سے حال ہی مین جدا ہوا ہے- وہ سوا خدا کے اور کسی کو نہین جانتا-
اور نہ کسی سے کوئی غرض رکھتا ہے- اسی لئے اس کو محنت اور سوال کی حاجت
نہین پڑتی- خود لوگ اسکی خدمت اور پرورش کرتے ہین- اسی طرح جو لوگ دنیا مین
موتوا قبل ان تموتوا پر عمل کرتے ہین اور خلق سے بے غرض رہتے ہین

اور اپنی خواہشات نفسانی کو چھوڑکر توکل اور قناعت اختیار کرتے ہین۔ لوگ خود ان کی خدمت کرتے اور ان پر دل و جان سے نثار ہوتے ہین۔

اللہ ہمین نفس کے پنجے سے چھوڑائے

شہوات و غضب حرص و تکبر سے بچائے

دنیا کی رہے فکر نہ عقبےٰ کا خیال

بچپن کی جو حالت تھی وہ حالت ہو جائے

نئے مہمان کی سب زیادہ خاطر و تواضع کرتے ہین۔ اس لئے بچون سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ مگر اس سے بھی زیادہ قوی وجوہ ہی ہی جسکو اوپر ہم نے بیان کر دیا۔

بچے سے ہر اک شخص کو کیون الفت ہے

حالانکہ وہ معذور ہے بے قوت ہے

ہے دور ابھی نفس کی منزل سے بہت

وارد ہے نیا حق سے اسی قربت ہے

قل اعوذ برب الناس یعنی رب الناس ہین جو شیطان سے پناہ کے لئے فرمایا ہے تو اس سے مطلب یہ ہے کہ انسان جامع جمیع مراتب ہے۔ اور اس کا رب بھی رب الارباب ہے۔ شیطان ہر صفت ہین ظاہر ہو سکتا ہے مگر اللہ کا مظہر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ جامع جمیع صفات ہے اور شیطان صرف صفات شیطانی یا جلالی رکھتا ہے۔

عالم ہے کہین اور کہین اہل تقوا

سالک ہے کہین اور کہین اہل وفا

درویش کہین شاہ کہین پیر کہین

ہر شکل مین شیطان کو ممثل دیکھا

(۸) غضب

نار الموقدۃ التی تطلع علی الافئدہ یعنی خدا کی آگ بھڑکی ہی ہو دلون کو جلا دیتی ہے (ق) ما غضب احد الا شفی علی جہنم جو غصہ کرتا ہے وہ جہنم کے کنارے پر ہوتا ہے۔

غصہ ہی تو ہے نار جہنم غافل

وہ آگ غضب کی ہے جلین جس سے دل

گر چاہتا ہے آتش دوزخ سے نجات

کر سرد اسے رحمت سے سمجھ آپ کو گل

غصہ آتش دوزخ ہے اور اس آگ کی علامت یہ ہے کہ غصہ کے وقت آدمی کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔ سرخی رنگ صاف بتا رہی ہے کہ اندر آگ بھڑکی ہوئی ہے۔ جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو اس کے اطراف عالم مثال یعنی اوسکے حول مین آگ کے شعلے نظر آتے ہین اور کالے کالے بادلون مین لال لال بجلیون کا چمکنا ایک عجیب پرخوف اور ڈراونا منظر پیدا کرتا ہے۔

ہے سرخ جو چہرہ تو ہے آتش اندر

سب رحم و کرم جل کے ہین اب خاکستر

ہے آگ جہنم کی یہ غصہ غافل

بھڑکے گی تو جل جائے گا اندر باہر

اہل غضب کی اصل آگ ہے اور ہر شے اپنی اصل کی طرف راجع ہوتی ہے۔ اس لئے غصہ ور شخص کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس آتش دوزخ کو رحم و کرم کے پانی سے ٹھنڈا کرتا رہے۔

ہین مرد جو غصّے کو دبا جاتے ہین

نامرد ہین دشمن کو جو کھا جاتے ہین

ہر چیز کا میلان ہے مبدے کی طرف

ناری ہین یہ فردوس مین کیا جاتے ہین

غصہ کے وقت تمام اہل غضب کی روحین جمع ہو جاتی ہین اور ان مین سے ہر ایک روح اس پر قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ جو اس کارروائی مین کامیاب ہو جاتی ہے۔ وہ غصہ ور آدمی کے غصہ کو دس گونہ کر دیتی ہے۔ اور یہ بیچارہ اس روح خبیث کی قبضے مین کٹ پتلی کی طرح ہوتا ہے اور وہ جو چاہتی ہے حالت غضب مین اس سے کرا دیتی ہے۔ عوام الناس اس بات سے بالکل ناواقف ہین۔

انسان ہوا شیطان جو بڑھا غیض و غضب

ہے خوفِ خدا کچھ نہ بزرگون کا ادب

غصے کو بڑھاتی ہین جو ارواح خبیث

ہٹ جاتے ہین نزدیک سی جو نیک ہین سب

جو لوگ غصہ کے روکنے کی عادت نہین کرتے اور غیض و غضب کو اپنے اوپر قابو دیدیتے ہین اون کی تمام روحانی قوتین کمزور ہو جاتی ہین۔ اور آخرِ کار وہ جنات اور دیگر ارواح خبیثہ کے بس مین آجاتے ہین۔ اور یہ ارواح اون سے جو کچھ جرائم اور قتل و خون کرانا چاہتی ہین کرادیتی ہین۔ یہ غصہ ور آدمی اون کے ہاتھون مین ایک گیند ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اس کے جو شخص اپنے غصہ پر حاکم ہو جاتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے سایہ سے جنات اور بھوت بھاگتے ہین۔

جب سر پہ کسی شخص کے جن آتا ہے

جو چاہے وہ مجبور سے کرواتا ہے

آتے نہین جنات کبھی اوس کے پاس

اس دیو کو غصے کے جو کھا جاتا ہے

(۹) خیرات اور ہمدردی

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃٍ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃٍ مائۃ حبۃٍ (ق) مثال ان کی جو خرچ کرتے ہین اپنے مال اللہ کی راہ مین ایسی ہے جیسے ایک دانہ کہ جس سے سات بالین پیدا ہون اور ہر بالی مین سو دانے ہون۔

اللہ کو جو چیز کبھی ہم نے دی

دانہ کی طرح لائی ہزارون بالی

خیرات مین اک دیتے ہین سو لیتے ہین

دیکھی نہین ہم نے تو تجارت ایسی

ارحمنی یا اللہ کے وظیفہ سے ایک دفعہ کسی پر رحم کرنا بہت موثر ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ لا یرحم لا یرحم یعنی جو کوئی رحم نہین کرتا خدا اسپر رحم نہین کرتا۔

رحمت کی دعاؤن کا فقط کیا ہے اثر

کر رحم تو رحم حق کا آئے تجھپر

پڑھتا تو نمازون مین ہے ارحم سو بار

بے رحم ہے بے درد ہے جیسے پتھر

انسان انس سے مشتق ہے۔ جس شخص مین محبت اور ہمدردی نہین وہ درصل انسان نہین۔ آدمی کی شکل مین حیوان ہے۔ اہل نفس اور اہل غضب مصلح قوم یا ریفارمر نہین ہو سکتے۔ اور لوگون پر ان کے اقوال و افعال کا کوئی اثر نہین۔

انسان ہے وہی جس مین کہ ہمدردی ہے

کام اپنی غرض سے ہے تو نامردی ہے

خیرات کے کامون مین نہین جوش ذرا

مردے ہین دل و چشم مین کیا سردی ہے

ومن قتل نفسًا بغیر نفس او فسادًا فی الارض فکانما قتل الناس جمیعًا ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعًا۔ یعنی جس کسی نے ایک نفس کو بغیر قصاص کے یا بغرض زمین مین فساد پھیلانے کے قتل کیا گویا اوس نے تمام دنیا کی

آدمیون کو قتل کیا اور جس نے ایک آدمی کو جلایا یا پرورش کیا۔ اُس نے گویا تمام روے زمین کے آدمیون کو جلایا اور اون کی پرورش کی دق) چونکہ تمام عالم جسکو انسان کبیر کہتے ہین ایک جسم اور ایک روح ہے۔ اس لئے ہر شے کی خرابی یا آبادی کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔ مصرع۔ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند۔

قرآن مین یہ آیا ہے کہ خلق ایک ہے سب
کل پر ہے اثر جسے جزو ہو متاثر جب
جب قتل ہوا کوئی تو سب قتل ہوئے
پالا جو کسی کو تو ہوئے سب کے رب

انسان کے کل افراد یعنی تمام دنیا کے انسان جسم اور روح کے اعتبار سے ایک ہی ہین۔ ان کی روح اور جسم مین فرق نہین۔ صرف شکل اور صورت اور رنگ کا فرق ہے۔ یہ امور اعتباری اور فرضی ہین۔ ان کی کوئی اصلیت نہین۔ اس لیئے یہ قومی اور مذہبی تعصب اور باہمی نفرت سراسر جہالت اور نفسانیت سے ہے۔ جو لوگ یہ خیالات رکیک رکھتے ہین وہ بالکل نامہذب ہین خواہ وہ اپنے آپ کو کچھ ہی کیون نہ سمجھین۔

سب ایک ہین دنیا کے ہین جتنے انسان

ہندو ہون مسلمان ہون کہ ہون بے ایمان

یہ فرق مذاہب یہ لباس اور یہ رنگ

عارض ہین مگر سب کے ہین اک جسم اور جان

الحمد للہ رب العالمین - یعنی سب تعریف ہے اس خدا کے لئے جو عالمون کا پالنے والا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی شان ربوبیت سب کو شامل ہے۔ خواہ وہ کافر ہو یا مومن۔ دوسری جگہہ قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ رحمتی وسعت کل شیٔ - یعنی میری رحمت نے سب کو گھیر لیا ہے۔ یعنی کافر اور مومن سب اس کی رحمت مین غرق ہین۔ اس لئے خیرات اور ہمدردی بغیر کسی قومیت اور مذہب کے لحاظ سے ہونی چاہیئے۔ ورنہ خیرات مین بھی نفسانیت کا دخل ہو جائے گا جو مضر خیر ہے۔

دے کافر و مومن کو برابر خیرات

شانین ہین اسی ایک کی یہ دن اور رات

منکر کا بھی رب ہے وہی اور مومن کا

پھر تجھکو تعصب یہ حماقت کی ہے بات

ہر آدمی مین فطرتاً مظلوم کے ساتھ ہمدردی کا مادہ ہے۔ بازار مین جب کوئی شخص کسی کمزور آدمی کو مارنے لگتا ہے۔ تو ہر شخص مظلوم کی طرف داری پر آمادہ ہوجاتا ہے اور اوس کو ظالم کے پنجے سے چھوڑاتا ہے۔ اسکا اصلی سبب یہی ہے کہ تمام افراد انسان ایک ہی روح ہین۔

اک جسم ہے یہ تمام عالم بخدا

صدمہ ہو فلک کو تو زمین کو لرزا

ہمدردئ مظلوم ہے سب کو معلوم

گر ظلم کسی پر ہو تو کل پر گویا

(۱۰) اسرار قرآن

قرآن مجید کے سات معنی ہین۔ لفظی معنی کو علمائے ظواہر جانتے ہین اور باطنی

معنی سے اولیاء اللہ واقف ہین۔ غرضکہ ہر مرتبہ اور ہر مقام کا آدمی انھین الفاظ قرآنی سے مختلف معنی سمجھتا ہے۔ بلحاظ باطن کے فرعون سے مراد نفس ہے اور ہارون سے عقل اور موسیٰ سے قلب۔ نفس قلب کو دبانا چاہتا ہے اور قلب عقل کی مدد سے اس کے پنجے سے رہائی پاتا ہے۔

قرآن کو سمجھتے ہین جو ہین مرد حکیم
الفاظ پرستون کو نہین عقل سلیم

فرعون ہے یہ نفس تو ہارون ہے عقل
موسیٰ جسے کہتے ہین وہ ہے قلب عظیم

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۔ فلق کے معنی نور صبح کے ہین اور نور صبح سے مراد توحید ہے اور رات سے مراد غیرت اور دوئی ہے جب غیرت لٹ گئی تو من نمود ہوا اور سب اشیائے عالم نور مین ڈوب گئین۔ مقام وحدت مین عبد و معبود کا فرق جاتا رہا اور وہی ایک ہستی مطلق باقی رہ گئی۔

کہتے ہین فلق کسکو سمجھ کچھ تو ذرا
ہے نور سحر رات کے رخ سے پیدا

ہے عابد و معبود مین حائل یہ دوئی

جب اٹھ گیا پردہ تو ہوا وصلِ خدا

لفظ اللہ مین الف سے اشارہ مرتبۂ احدیت ذاتی کی طرف ہے اور اس مرتبۂ لاتعین سے کوئی بحث نہین۔ الف کے بعد لام ہے۔ جس سے مراد الوہیت ہے جو مرتبہ صفات ہے۔ اور اسی مرتبہ سے بحث کی جاتی ہے۔ اس کے بعد لا ہے جس کے معنی نفی کے ہین یعنی پھر صفات کی نفی کی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد ہ ہے۔ جس سے مراد ھُویت احدیت ہے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ پہلے ذات مراتب تعین مین اترتی ہے اور پھر تعینات کے دور کرنے سے مرتبۂ احدیت مین پہنچتی ہے۔ اور یہ سب مراتب ایک لفظ اللہ مین مندرج ہین۔ یعنی مرتبۂ ذات اور صفات ایک ہی شئے واحد ہے۔

اللہ مین ہے بعد الف لام اور لا

ان دونون کے رمز اور اشارے ہین جدا

ہے لام الوہیت کا جس مین ہین صفات

اور لا سے نفی سے پھر تعین ہین فنا

لفظ اللہ مین سب سے پہلے الف ہے۔ اور آخر مین ھ ہے۔ الف احدیت اور ھ ہویت کا ہے اور یہ دونون مرتبہ ایک ہین۔ درمیان مین لام الوہیت کا آیا ہے اور وہ مرتبہ صفات ہے۔ احدیت سے صفات ظاہر ہوئے۔ پھر وہی صفات ہویت کی طرف لوٹ گئے۔ اول بھی وہی ذات ہے اور آخر مین بھی وہی ذات ہے اور درمیان مین جو صفات ہین وہ اعتباری ہین۔ الغرض اسی ایک ذات سے عالم نکلا ہے۔ اور اسی مین پھر لوٹ جاتا ہے۔ اور یہ سب رموز لفظ اللہ مین درج ہین۔

اللہ مین اک الف ہے پہلے آیا
ہے احدیت ذات کا اس سے ایما
آخر مین ہے پھر مرتبہ ہو کا ھ
اول وہی آخر وہی سن رمز ذرا

قل مین جو قاف ہے اس سے مراد قلزم وحدت ہے اور لام سے مراد لائے نفی ہے یعنی صفات عالم سب قلزم وحدت مین فنا ہین جیسے قطرے دریا مین وہان ذات و صفات عین ہین۔ غیریت اعتباری بھی باقی نہین رہتی۔ اسم اللہ مین جو ہو اس کا مراد یہ ہو کر تمام صفات اللہ ذات مطلق کے ہین۔ جس کو مرتبہ ہویت کہتے ہین۔

قل مین ہے جو قاف اس سے قلزم ہے مراد

اور لام سے ہے لائے نفی اعداد

ھ جو ہے ہو مین ہوہیت ذات کی ہے

اللہ مین ہین جملہ صفاتِ اضداد

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے لم یلد اس نے کسی کو نہین جنا۔ قرآن شریف کی کمال فصاحت و بلاغت یہ ہے کہ یہان ایک ہی لفظ مین مفہوم اور مثال دونو موجود ہین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے خلق کو اس طرح پیدا نہین کیا جیسے کوئی ماں باپ بچے کو پیدا کرتے ہین۔ یعنی خدا اور خلق مین وہ نسبت نہین ہے جو باپ اور بیٹے مین ہے۔ بلکہ خدا خلق کا ظاہر اور باطن دونون ہے۔ ذات سے صفات کا انفکاک اور علیحدگی محال ہے۔ خدا ایسا نہین ہے کہ باپ کا وجود نہ ہو اور بیٹا قایم رہے۔ یعنی خدا نہ ہو اور خلق موجود رہے۔ مخلوق کی ہستی خدا کی ہستی ہے اور صفات بھی اسی کے ہین۔ خلق کا وجود صرف اعتباری اور وہمی ہے۔

مرنے سے نہین باپ کے مرتا بیٹا

ہے باپ کا جسم اور بیٹے کا جدا

نسبت یہ نہین خلق و خدا مین ہرگز

بالذات ہے وہ اور یہ عالم دھوکا

خداوند تعالی کا وجود حقیقی اور خلق کا وجود وہمی اور اعتباری ہے جو شے محض فرضی اور وہمی ہو وہ دراصل معدوم ہے۔ خداوند تعالی ہر شے کی کوئی علحدہ علت نہین بلکہ وہ عین شے ہے جیسے نمدہ یا کمل کہ اون سے مرکب ہے اور دراصل اون ہی ایک خاص حیثیت سے موجود ہے۔ مگر ایک خاص صورت کا نام نمدہ ہے جو اون پر طاری ہے۔ وہ کسی کا باپ نہین یعنی کسی شے کی علت علحدہ نہین جیسا کہ نصارا اور دیگر مذاہب باطلہ خیال کرتے ہین کہ خدا ایک علحدہ وجود ہے اور خلق ایک علحدہ۔ یہ بالکل غلط اور شرک محض ہے۔

کر فہم کہ لم یلد سے کیا ہے مقصد

جنتا وہ نہین جیسے کہ والد سے ولد

علت وہی کامل ہے وہی اصل وجود

بے اون کے پایا نہین جاتا ہے نمد

(۱) تعلیم و تربیت

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یعنی پناہ لیتا ہون مین روشنی یا علم کے رب مین علم نور ہے اور جہالت تاریکی۔

سمجھا بھی ہے کیا رب فلق سے ہی مراد
ہے کسب علوم کا یہان پر ارشاد
کہتے ہین فلق جس کو وہ ہے صبح کا نور
اور نور ہے علم جہل ظلمات نژاد

مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ پناہ مانگتا ہون مین شر سے اون عورتون کے جو گانٹھون مین پھونکتی ہین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قوائے نفسانی جو عورتون کی طرح ہین قوائے روحانی پر جو مرد کی طرح ہین جادو کر دیتی ہین اور اون کو اپنے قابو مین کر لیتی ہین اور اس طرح آدمی کو روحانی ترقی سے باز رکھتی ہین۔

کر فہم نفث سے کیا ہے مطلب اسجا
اور پھونکتی گانٹھون مین ہین دم کون بتا

یہ عورتین ہین قوائے طبعی نادان

بس مین ہین انھین کے روح اعلیٰ کے قویٰ

مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدْ - پناہ مانگتا ہون مین حاسد کی شر سے جب وہ حسد کرے - جب آدمی روحانی ترقی کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو نفس شیطان کو اسپر حسد ہوتا ہے -

حاسد ہے یہان کون حسد کیا ہے بتا

حاسد ہے یہی نفس ترا سوچ ذرا

ہوتے ہین جو ہم خدا کی جانب راغب

ہوتا دلِ شیطان مین حسد ہے پیدا

دنیا ایک عجیب تھلکہ کا مقام ہے - یہان علم اور استاد یا پیر کی از حد ضرورت ہے جو کسی پیر یا شیخ سے بیعت نہین کرتے وہ اکثر ضلالت اور وبال دنیا مین گرفتار ہو جاتے ہین - علوم ظاہری شیطان نفس کے پنجے سے بچا نہین سکتے - اسلئے ہر شخص کو علوم باطن کی تعلیم بھی ضروری ہے -

دنیا جسے کہتے ہین وہ ہے بحرِ عمیق

ہے بال سے باریک صراطِ تحقیق

ہشیار۔ کہ ہر گام ہے گردابِ بلا

خطرہ ہے اگر ساتھ نہین پیرِ طریق

اَلعلم نُکتَہٌ یعنی علم ایک ہی نکتہ وحدت ہے۔ جس کسی کو توحید نصیب ہوئی اسکو تمام ظاہری اور باطنی علوم کے خزانون کی کنجی ہاتھ آئی۔ دنیوی علوم کے حصول سے نجات نہین ملسکتی بلکہ یہی علوم خدا سے حجاب ہو جاتے ہین۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے۔ اَلعِلمُ حِجَابُ الاَکبَرُ یعنی دنیوی علوم خدا کے درمیان پردہ ہو جاتے ہین اور لوگ اون کی وجہ سے گمراہی مین پڑ جاتے ہین۔ آخر مین یہی علوم وبال جان ہوتے ہین

بی اے ہوئے ایم اے ہوئے اور ایل ایل ڈی

طب اور وکالت کی سند بھی جو ملی

بے علم خدا جہل ہین سب علم و ہنر

علمون کے خزانون کی ہے وحدت کنجی

یہ علوم وفنون بھی بغیر توحید اور علم الٰہی کے ایک قسم کا جہل ہے۔ روح پر مرنے کے بعد یہی علوم بار ہون گے۔ قرآن شریف اور توحید معرفت الٰہی کے لئے کافی ہے اور بغیر خدا کی معرفت کے تمام علوم وفنون بے کار محض ہین۔ ان سے نجات حاصل نہین ہو سکتی۔

کہتے ہین جسے علم نہین جہل ہے کم

ہے بار کتب اتنا کہ ہے پشت بھی خم

کافی ہے ہمین ایک کتاب توحید

حاصل جو ہوئی یہ تو ملا جامِ جم

اس زمانہ کے مدارس مین صرف مادی تعلیم دی جاتی ہے روحانی تعلیم کے سلسلہ کا نشان بھی نہین جو لوگ مدارس سے پڑھکے نکلتے ہین وہ علم آخرت سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہین اور وہ دنیا کے لئے اکثر خطرناک ثابت ہوتے ہین۔ مقصود تعلیم اخلاق الٰہی کا استحصال تھا۔ مگر وہ دنیائے دنی کے خیالات لیکر سوسائٹی مین آتے ہین اور روحانیت کے عوض نفسانیت کی اشاعت کرتے ہین۔

تعلیم مدارس پہ جو کرتے ہین نظر

پاتے نہین کچھ علم الٰہی کی خبر

غایت ہے یہی علم کی حق کو پائین

گروہ نہ ملا ہیچ ہے سب علم و ہنر

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ - اور تم اپنے اندر کیون نہین دیکھتے - افسوس ہے کہ لوگ جماوات اور حیوانات کا تو علم حاصل کرتے ہین مگر اپنے علم اور معرفت سے بے خبر رہتے ہین - اسفل چیزون ہین عمر ضایع کرتے ہین اور اعلیٰ معلومات سے بھاگتے ہین - ان کی مثال اس دیوانہ شخص کی ہے کہ جو گھر مین تو بے انتہا دولت رکھتا ہو اور دیرانون مین خزانہ ڈھونڈتا پھرے -

عالم تو ہین لیکن نہین کچھ اپنی خبر

معلوم نہین کیا ہے ہمارے اندر

اپنے سے تو یہ جہل ہے لاعلمی ہے

ہے علم جمادی و نباتی اکثر

خدا کے سوا اور کسی کا وجود نہین - اگر کوئی شخص کسی چیز کو موجود سمجھتا ہے - تو اوس کا یہ خیال باطل ہے - اور باطل کا علم بھی باطل ہے - اسواسطے جو کچھہ علم اشیائے عالم کا

حاصل کیا جاتا ہے وہ علم دراصل جہل ہے۔ لیکن اگر توحید یعنی خدا کا علم حاصل کیا جائے تو البتہ علم اصلی اور حقیقی اور نفس الامری ہے۔

کیا فائدہ گر تو نے کتابین چاٹین
حاصل وہ ہوا تجھکو کہ دراصل نہین

بے اصل کا یہ علم بھی باطل ہے محب
توحید نہ سیکھی کہ جو ہے علم یقین

(۱۲) موت وحیات

اَلنَّوْمُ اَخُوالْمَوْت (ح) سونا مرنے کا بھائی ہے۔ یعنی خواب چھوٹی موت ہے خواب راحت ہے جو تمام کلفت جسم کو دور کردیتی ہے۔ دن بھر کی تکان کے بعد سونا ضرور ہے۔ اسیطرح زندگی کی محنتون اور کشمکش کے بعد موت بھی لازمی ہے۔ جس سے عمر بھر کی تھکاوٹ دور ہوجاتی ہے۔ موت کا خوف ایسا ہی جیسے کوئی سونے سے ڈرے اور راحت کو عذاب سمجھے۔

کیون موت سے ڈرتا ہی جو ہے عین سرور
سوتا ہوا راحت مین ہے اور رنج سے دور

یہ موت ہے خواب کا برادر ناداں

اس زیست کی کلفت سے بھی راحت ہی ضرور

وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ۔ (ق) آدم کے قالب مین مینے اپنی روح پھونکی ہے ۔ اس صورت مین روح ازلی اور ابدی ہے ۔ البتہ قالب بدلتا رہتا ہے ۔ انسان خدا کا مظہر ہے تو انسان بھی ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا ۔ اس کو کوئی فنا نہین صرف ترکیب جسمانی بگڑ جاتی ہے ۔ اور روح اور کوئی لباس پھنتی ہے ۔ لباس کے بدلنے کو موت وحیات کہتے ہین ۔

قالب کا بدلنا ہے یہ مرنا جینا

ارواح کو واللہ نہین کوئی فنا

اللہ کا مظہر ہے جو انسان محب

پھر کیون نہ ہو دائم کی طرح اسکو بقا

انسان کے سات قالب ہین جو سات مختلف عالمون مین موجود ہین ۔ سب سی کثیف قالب اس عالم ناسوت کا ہے اور اسی کو ہم جانتے ہین ۔ یہ قالب روح نکل

جانے کے بعد بے حس اور بیکار ہو جاتا ہے مگر روح کے دوسرے قالب بجنسہ موجود رہتے ہین اور وہ دوسرے عالمون مین برابر کام کرتی ہے جیسے تیتری یا تتلی اپنے قالب کو چھوڑکر اوڑجاتی ہے یا سانپ اپنی کینچلی چھوڑدیتا ہے اسی طرح روح بھی مرنے کے بعد اپنے اس قالب کو ترک کردیتی ہے اور یہ قالب جن اجزا سے بنا تھا پھر انھین مین سڑ گل کر مل جاتا ہے۔

کچھہ ایک ہی نہین اس کے تو ہین سات وجود

ہر عالم بالا مین ہے انسان موجود

سمجھا ہے اسی قالب خاکی کو "مین"

ہوتا ہے پس از مرگ یہ فانی مفقود

یہ دنیا بھی ایک خواب ہے۔ اور جو اس مین گرفتار ہین وہ خواب حسی مین ہین یعنی مرنے کے بعد انھین معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم سوتے تھے اور ایک خواب پریشان دیکھہ رہے تھے۔ جس کو ہم بیداری جانتے ہین وہ بھی غفلت ہے۔ جو ادہر بیدار ہے وہ عالم آخرت سے غافل ہے۔ اور جو ادہر بیدار ہے وہ دنیا سے غافل ہے۔ الغرض روح جس طرف متوجہ رہتی ہے تو اسی طرف اُس کی بیداری کہی جاتی ہے۔

دنیامین جو مصروف ہین وہ سوتے ہین

یہ عمر عزیز اپنی محبب کھوتے ہین

جب موت انھین خواب سی چونکاتی ہے

ملتے کف افسوس ہین اور روتے ہین

اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ۔ یعنی دوستان خدا نہین مرتے ہین۔ بلکہ وہ تو زندہ جاوید ہین۔ شعر

فنا کیسی بقا کس کی جب اس کے آشنا ٹھیری ۔ کبھی اِس گھر مین آنکلے کبھی اُس گھر مین جا ٹھیری

اور جیسا کہ خداوند تعالی فرماتا ہے کہ وَلَا تَقُوْلُوا لِمَن یُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔ یعنی نہ کہو اون لوگون کو جو خدا کی راہ مین قتل ہوئے مردے بلکہ وہ زندے ہین مگر تم نہین جانتے۔

کیا غور سے قرآن کبھی تم نے ہی پڑھا

طوطے کی طرح یا کہ ہے ہر روز رٹا

مرتے نہین اللہ کے جو عاشق ہین
ہین زندۂ جاوید محبان خدا

(۱۳) بعث ونشر

بعث ونشر اور دور بروز پر دلائل قوی موجود ہین اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی والدین کے مختلف المزاج بچے پیدا ہوتے ہین اور اس اختلاف کا سبب قابلیات مختلفہ کے سوا اور کچھ معلوم نہین ہوتا اور قابلیات عمل سابقہ یعنی زندگی گزشتہ کے نتیجے ہین۔

اطفال کے اخلاق پہ کر غور ذرا
ہر طفل برادر سے ہی خلقت مین جدا
گر جھوٹ ہے بعث پھر یہ ہوتا کیون ہی
شیطان سے ولی ولی سی شیطان پیدا

وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ

تَشْکُرُوْنَ - یعنی تم مردے تھے ہمنے تمکو زندہ کیا پھر مارا پھر جلایا پھر اسیکی طرف تم لوٹوگے۔ موت کے بعد ہم نے تمہین اوٹھایا شاید تم شکر کرو۔ اس آیت سے بعث و نشر کی تکرار ثابت ہے۔

یہ حشر یہ نشر آزمانا گیا ہے
مردون کو قبور سے اٹھانا گیا ہے
مر کر جو نہ ہم جہان مین پھر آتے ہین
قرآن مین یہ مار کر جلانا گیا ہے

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى

(قرآن) یعنی اس مین سے پیدا کیا ہم نے تم کو اور پھر اسی مین ہم تمہین لوٹا دیتے ہین اور اسی سے پھر ہم تمہین نکالتے ہین (جب تک خداوند تعالیٰ کا عرفان نصیب نہین ہوتا آدمی اسی آواگون کی چکر مین پڑا رہتا ہے)

مر مر کے پھر آتا ہے غضب کی آفت
مشرک کی جہان بھر سے بری ہی قسمت

چھٹتا ہی نہین موت کے چکر سے کبھی

جب تک کہ نہ حاصل ہو مقام وحدت

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا

(ق) نہین کاٹتے ہم کسی آیت کو یا بھلا دیتے ہین اوسکو تو لاتے ہین بہتر اس سے یا اس کے مثل نسخ اور تبدیل قرآن سے ثابت ہے۔ جب اخلاق سے چہرہ بدل جاتا ہے تو کل جسم بھی بدل سکتا ہے۔ تناسخ کے اصلی معنی نسخ کے ہین یعنی ایک قالب کا بگڑ کر دوسرا قالب بنا۔ یعنی ایک قالب سے روح کا دوسرے قالب مین جانا۔ خواہ یہ آنا جانا فوری ہو جیسا کہ ایک ہندون کا فرقہ کہتا ہے یا بعد موت کے ایک عرصہ دراز کے بعد ہو جسکی خبر قرآن شریف اور احادیث نبوی دیتی ہین۔

کیون مسخ و تناسخ سے ہے انکار اکثر

عالم مین بدلتی ہے ہر اک شئے پیکر

کل جسم پہ کیونکر نہ اثر ہولے گا

ہوتا ہے جو اعمال کا چہرے پہ اثر

خداوند تعالیٰ حکیم اور قدیر دونو ہے۔ اسکی قدرت حکمت کے ساتھ ہے۔ لوگ بعض اوقات خدا کی حکمت کا خیال چھوڑ کر گفتگو کرتے ہین اور قانون قدرت کے

خلاف باور کرتے ہین حالانکہ قانون قدرت کے خلاف کرنا حکمت سے خارج ہے
عام قانون یہ ہے کہ آدمی مان کے پیٹ کے وزلیعہ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ فعل حکمت کے
موافق ہے۔ اگر خدا کسی کو قبر مین سے اٹھا کر کھڑا کردے تو یہ حکمت کے خلاف
ہے۔ اور ایسی صورت مین اسم حکیم کا فعل معطل ہو جائے گا۔ جو کبھی ممکن نہین یعنی
گو خداوند تعالی ایک مردے کو قبر مین سے اٹھا کر کھڑا کرنے کی قدرت رکھتا ہے
مگر وہ اپنی حکمت اور قانون قدرت کے خلاف نہین کرتا۔ اونٹ سوئی کے ناکہ
مین سے نکل جائے گا۔ تو اوسوقت یا تو سوئی کا ناکہ چارکمان کی محراب کے برابر ہوگا
یا اونٹ اسقدر چھوٹا ہوگا جو سوئی کے ناکہ مین سے گزرجائے۔ یہ محال ہے کہ سوئی کا
ناکہ بھی اسقدر چھوٹا ہو اور اونٹ بھی اسیقدر بڑا ہے اور پھر وہ ناکہ مین سے ہوکر گزرجائے۔
جو لوگ ایسی باتین سوچا کرتے ہین وہ خداوند تعالی کے حکیم ہونے کا خیال نہین رکھتے
قیامت صغری یہی ہے کہ آدمی مرکر پھر مان کے پیٹ سے اس دنیا مین پیدا ہوتا ہی
اور یہی آواگون حشر ونشر ہے۔

قادر بھی ہے اللہ مصور بھی حکیم
اگتا ہے کہین بیج سے بیری کے بھی نیم
قبرین ہین شکم مان کی سمجھ اے نادان
دیکھ آنکھون سے یہ حشر اگر تو ہے فہیم

فلینظر الانسان مما خلق ٥ خلق من ماء

دافقٍ یخرج من بین الصلب والترائب ؕ انّہٗ علیٰ رجعہٖ لقادر۔ ترجمہ چاہیے دیکھے کہ آدمی کس چیز سے بنا ہے۔ وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے بنا ہے جو ریڑھ اور چھاتیوں کے بیچ سے نکلتا ہے۔ بیشک وہ اس کے پھیر لانے پر قادر ہے۔ اس آیت سے ثابت ہے کہ مردے ماں کی شکم سے حسب قانون فطرت پھر پیدا ہوں گے۔ اس بات پر کہ حشر اسی عالم ناسوت یعنی دنیا میں ہوگا یہ آیت قرآن دلیل ہے۔ اَفَلَا یَعلم اِذا بُعثِرَ مَا فِی القبورِ۔ یعنی کیا نہیں جانتے کہ ایک وقت قبروں سے اوٹھائے جائیں گے قبریں عالم ناسوت میں ہیں۔ تو حشر بھی اسی عالم میں واقع ہوگا۔

کیا حشر کے معنی ہیں سمجھا اے نادان
اٹھینگے وہ قبروں سے ہی ناطق قرآن
ثابت ہے کہ ناسوت میں حشر ہووے گا
جو مرگئے پھر آئینگے بے شبہ یہاں۔

دنیا کی بے ثباتی

دنیا سے نہ کچھ ساتھ لاتا ہے نہ لیجاتا ہے اور دولت کی جمع کرنے سے اور چھوڑ جانے سے عزیز و اقارب کو خوشی ہوتی ہے محنت تمام اوس نے کی اور مزے دوسروں نے اوڑائے۔

دنیا سے کوئی چیز نہ لے جاتا ہے
یہ جسم بھی مٹّی ہی کو وے جاتا ہے
یہ مختتین انبار یہ دولت کے ہین کیون
خوش سب ہین جو تو جہان سی جاتا ہے

ہر سانس کے ساتھہ ایک عالم پیدا ہوتا اور دوسرا فنا ہوتا ہے یعنی تغیر عالم اس سرعت کے ساتھہ ہو رہا ہے کہ تیزی رفتار کی وجہ سے وہ قایم معلوم ہوتا ہے اور یہ صرف نظر کا دہوکا ہی تجدد امثال کو سب مانتی ہین مگر چونکہ آدمی کی توجہ دنیا کی کاروبار مین مصروف رہتی ہی۔ اسلیے اسکو یہ امور آخرت محسوس نہین ہوتی گویا کہ آنکھین تو ہین مگر ان مین ان باتونکو دیکھنے کی بصیرت نہین۔

ہر آن تغیر ہے تبدل ہے یہان
رہتا نہین اک حال پہ قایم یہ جہان
ہوتے نہین غافل کو حوادث محسوس
آنکھین تو ہین موجود بصیرت ہے کہان

شادی اور غمی امور اضافی ہین۔ ورنہ خارج مین انکا کوئی وجود متحقق نہین۔ عزیز کے مرنے سے ایک آدمی کو رنج ہوتا ہے۔ مگر قبر کن مردہ شو کو خوشی ہوتی ہے۔ اسیطرح

ہر رنج اور خوشی کو صرف ہمارے ہی خیال اور وہم پیدا کرتے ہین اور ہمین اس سے متاثر ہوتے ہین۔

ہر آن بدلتے ہین جہان کے احوال
شادی ہے کبھی اور کبھی رنج وملال
گر غور سے دیکھو تو نہ شادی ہے نہ غم
جو کچھہ نظر آتا ہے وہ ہے وہم وخیال

قناعت اصلی غنا ہے۔ مال ودولت سے غنا حاصل نہین ہوتا صاحب مال اکثر حرص کی وجہ سے محتاج پائے جاتے ہین۔ ترقی ملل وجاہ کی فکر مین لوگون کی غلامی کرتے پھرتے ہین۔ حالانکہ ان کے پاس اسقدر روپیہ ہے کہ ان کی سات پشتون کے خرچ کو بھی کافی ہے مگر اپنی طمع اور حرص کی وجہ سے وہ گداؤن سے بدتر ہین۔

دنیا کی بہت ہم نے تو حالت دیکھی
لیکن نہ کسی دل مین فراغت دیکھی

زر سے نہین ہوتا ہے کوئی شخص غنی

ہم نے تو قناعت سی نہ دولت دیکھی

لوگ مال وجاہ اور حکومت پر غرور کرتے ہین۔ مگر یہ عارضی چیزین ہین سو ان کا تغیر اور تبدل ضروری ہے۔ جب یہ مراتب دنیوی ہاتھ سے چلے جاتے ہین۔ تو اوسوقت وہ بیدار ہوتے ہین۔ اور جن چیزون پر فخر وناز تھا اونکی ناپایداری ثابت ہوتی ہے۔

ہر آن بدلتے ہین فلک اور زمین

جو دوست تھا کل آج ہو وہ صاحب کین

مضبوط مکانون پہ حکومت پہ تھا بل

جب خواب سے چونکے تو مکان تھی نہ مکین

دنیاداروں کی حالت

خلقت انسانی کی غایت اور غرض اتنی ہی ہے کہ وہ دنیا مین آکر حق کو پہچانے

کیونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ من اعمی فی ھٰذہ فھو اعمی فی الآخرۃ - یعنی جو کوئی شخص یہان اندھا رہا وہ آخرت مین بھی اندھا رہے گا۔ خدا کی شناخت کی جگہہ دنیا ہے۔ جب اس کو یہان نہ پہچانا تو آخرت مین بھی نہ پہچانے گا۔ سماوات کو چکی سے مثال وی ہے جس مین دانہ پستا ہی یعنی ناحق اس دنیا کی تکلیفات برداشت کی اور مقصد اعلیٰ حاصل نہ ہوا -

دولت کی اُسے حرص حکومت کی اسے
آرام کہان اسکو کہ ہے حرص سب جسے
دنیا مین جو آئے تھے تو حق کو پاتے
ناحق یہ سماوات کی چکی مین پسے

اس زمانہ مین صرف تکلفات کا نام تہذیب ہے۔ برخلاف زمانۂ قدیم کے کہ عمدہ اخلاق اور اچھے عادات کا نام تہذیب تھا۔ اگر کسی کے جسم مین کوٹ اور پتلون اور گھر مین میز کرسی موجود ہے تو وہ جنٹلمین یعنی مہذب آدمی ہے گو ڈاکو اور چور ہی کیون نہ ہو یہ عزت اور ذلت۔ شائستگی اور غیر شائستگی سب وہمی اور فرضی امور ہین جو انسان کو بجز تکلیف اور کوفت کے اور کچھہ نہین دیتے خدا کے پاس یہ سب مفروضات انسانی لاشے محض ہین۔

تہذیب تکلف ہی کو سمجھے نادان
پیسہ جو نہین پاس تو ہین سرگردان
بے کوٹ کی تپلون کے عزت ہی نہین
یہ عزت و ذلت ہے فقط وہم و گمان

پوشاک اور لباس عارضی امور ہین اور علم و ہنر ذاتی اشیا ہین اہل علم اگر لنگوٹی باندہین تو وہ فیشن ہو جاتا ہے اور بے علم اور بے ہنر آدمی اگر شاہی لباس بھی پہنے تو وہ بے قدر ہو جاتا ہے۔ فیشن لایق لوگون کا لباس ہی ہوتا ہے۔ خواہ پاجامہ ہو یا تپلون۔ لباس بدلنے سے کوئی شخص لایق نہین ہوجاتا۔ بلکہ وہ لباس ہی اس کے استعمال سے ناچیز ہوجاتا ہے۔

ننگے رہین یا ایک لنگوٹی باندہین
گر علم و ہنر ہے تو ہین سب کی آنکہین

اخلاق کی اعمال کی عزت ہے محب

بے قدر ہین آتا نہین کچھہ علم جنھین

جب آدمی مرتا ہے۔ تو صرف یہ جسم جو ایک قسم کا اورکوٹ ہے دور ہو جاتا ہی باقی اور کسی قوائے اوراکی اور عقلی اور روحانی مین کوئی فتور نہین آتا۔ ہر شخص کی آخرت کی نسبت اس کے اعمال سے پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ وہ مرنے کے بعد کس حالت مین رہے گا۔ مثلاً جو شخص زندگی مین عبادت الہی مین مصروف رہتا ہے۔ وہ مرنے کے بعد بھی اسی شغل مین مشغول رہے گا۔ اور وہان بھی بڑے بڑے علمائے زمانہ سے جو مر گئے ہین علم الٰہی حاصل کرے گا جو گانے بجانے یا تصویر کشی کے شغل مین رہتا ہے۔ وہ بعد موت بھی انھین اشغال مین رہے گا۔

سب فکر مین دنیا ہی کے ڈوبی ہین یہان
سمجھے ہین یہی ایک ہے خلقت مین جہان
معلوم ہے ہم مر کے کہان جائینگے
اعمال مین یہ منزل آخر کے نشان

دنیا ایک میلا یا بازار ہے جہان انسان معرفت حق حاصل کرنے کے لئے آتا ہی مگر نفس اسکو بیکار چیزون کے حصول مین لگا دیتا ہے اور اصلی شئے یعنی معرفت حق کے الماس کو بھول جاتا ہے۔ اور اوس کی تلاش نہین کرتا۔ آخرکار مرنیکے بعد کف افسوس ملتا ہے اور پھر دنیا مین پیدا ہونا چاہتا ہے۔

افسوس تہیدست وہ میلے سے چلا
لینے جسے آیا تھا وہ اسکو نہ ملا
جو کچھہ کہ کمایا تھا رہا سب وہ یہین
اور لے گیا دنیا سے فقط رنج و بلا

افلاس اور امارت

افلاس اور امارت امور اضافی ہین۔ یعنی خارج مین ان کا وجود متحقق نہین۔ باہم مقابلہ سے ایک نسبت پیدا ہوتی ہے جسکو افلاس یا امارت کہتے ہین۔ ہر امیر دوسرے امیر کلان کے مقابلہ مین غریب ہے اور ہر فقیر دوسرے مفلس سخت کے مقابلہ مین امیر ہے۔ محض افلاس یا محض امارت پائی نہین جاتی۔ اس لئے ہر شخص اپنے نیچے کے طبقے کے لحاظ سے امیر ہے اور اوپر کے طبقے کے اعتبار سے غریب ہے

افلاس و امارت ہین اضافی دونو
باہم کے تقابل سے ہین احوال یہ دو

مطلق نہ امارت ہے نہ مطلق افلاس
دونو ہین عدم نسبت وہمی ہے گو

مال اور دولت آدمی کے ذاتی اوصاف نہین۔ صرف عارضی اشیا اور غیر ذاتی چیزین ہین۔ ان پر فخر اور مباہات نہایت ہی درجکی کم عقلی ہے۔ سونے پر سونے کو فخر کرنا زیبا ہے کہ اوس کی قیمت ذاتی ہے۔ انسان اس پر فخر نہین کرسکتا کیونکہ وہ اس کے پاس سے چلا جاتا ہے۔ صرف اس کے پاس ہونے کا فخر حماقت ہے۔ امیر لوگ اسی طرح علم و عمل کے محتاج ہین جسطرح کہ ایک غریب آدمی روپیہ پیسہ کا محتاج ہے۔

مفلس کو سمجھتا ہے بُرا کیون یہ امیر
کس بات مین وہ کبیر اور یہ ہے صغیر

یہ دولت و مال سب عوارض ہین محب
ذاتی نہین گر وصف تو ہے وہ بھی فقیر

امیر کی حالت سے غریب کی حالت بہتر ہے۔ کیونکہ امیرون کو اپنی امارت اور دولت پر بھروسہ اور بل ہوتا ہے اور مفلس کو رزاق پر بھروسہ ہوتا ہے۔ اور جس حال مین خدا پر بھروسہ ہو وہ حالت بہتر ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ غریبون اور مفلسون کو خدا سے قرب ہو جاتا ہے اور امیرون کو اس سے بعد۔

دولت پہ بھروسہ ہے امیرون کو اگر
پھر ان سے تو مفلس کی ہے حالت بہتر
سامان تکبّر ہے امیری ناوان
افلاس مین رزّاق پہ ہوتی ہے نظر

افلاس اور امارت حالات یا اوصاف متضادہ اور اسمائے متقابلہ ہین جبتک دنیا مین غریب نہ ہون امیرون کا وجود مفقود ہے۔ جب تک کہ کوئی صاحب اولاد نہ ہو باپ نہین کہلاتا ہے۔ یا جب تک رعایا نہ ہو بادشاہ نہین ہو سکتا۔ امارت کا

وجود افلاس پر منحصر ہے۔ اس لئے امرا کو فقیرون کے ساتھ سلوک اور احسان ضروری ہے۔

باقی نہ جہان مین رہے گر کوئی گدا
پھر تو نہ لگے کہین امارت کا پتا

دم سے ہین فقیرونکے یہ دنیا مین امیر
لازم ہے کرین گدا کا بھی شکر ادا

قناعت ہی غنا ہے۔ مال و دولت سے تونگری اور غنا حاصل نہین ہوتی۔ بہت سے ایسے اشخاص دنیا مین موجود ہین جو قناعت اختیار کرنے اور حرص و طمع کے چھوڑ دینے سے آسودہ اور بے پروا ہین وہ بادشاہ کی بھی کوئی ہستی نہین جانتے۔ اور بہت سے ایسے آدمی ہین جو مال و دولت رکھتے ہین اور پھر لوگونکی خوشامدین کرتے پھرتے ہین۔ روپیہ کے پیدا کرنے مین سرگردان ہین۔

کہتے ہین امارت جسے وہ ہے بے کار
ہے اہل بصیرت کی نظر مین ادبار

حاصل نہین ہے صبر و قناعت کے غنا

محتاج ہین گو پاس ہین زر کے انبار

فکر روزی

رزقکم فی السماء یعنی تمہارا رزق آسمان مین ہے (ق) انسان جب مان کے پیٹ مین تھا اور اوس کو اپنا ہوش اور علم بھی نہ تھا۔ اوسوقت بھی اوس کی روزی رازق پہنچاتا تھا پھر وہ مان کے شکم سے باہر آیا۔ تو بغیر اپنی سعی اور کوشش کے پلتا رہا۔ اور مان اسکو دودہ پلاتی رہی۔ ان واقعات سی بخوبی ثابت ہوا کہ ہر حال مین اوس کا رازق اوسکو رزق دیگا۔ فکر و تردد محض خام خیالی ہے۔

کیا فکر ہے روزی کی تردد کیا ہے

رزاق تو مردہ نہین کچھ جیتا ہے

ہر حال مین بھیجیگا جو ہی قسمت مین

یہ فکر و تردد کا تجھے سودا ہے

افریقہ کے صحرائے عظیم مین جہان منزلون بجز ریت کے پانی کا نام ونشان نہ تھا ایک سیاح نے ریت مین ایک چھوٹے سے پودے کو سرسبز اور شاداب دیکھا اور اسکو خدا کی رزاقیت کا پورا یقین ہوا خداوند تعالیٰ فرماتا ہے ۔

وَاللّٰہُ یرزقُ من یَّشَآءُ بغیرِ حساب ۔ اللہ جس کو جتنا چاہتا ہے رزق دیتا ہے ۔ جنھین اسکی صفت رزاقیت کا یقین ہے وہ کسی حال مین رزق کے لئے پریشان نہین ہوتے ۔ صرف بد اعتقاد اشخاص ۔ فکر روزی مین پریشان اور متردد دکھائی دیتے ہین ۔

صحرا مین جہان نام نہین پانی کا

کیون ریت مین سرسبز ہے خودرو پودا

رزاق پہ جس کو ہے بھروسہ پورا

رزق اپنا وہ پائیگا جہان ہو جس جا

اللہ ہی مارتا اور جلاتا ہے ۔ وہی روزی دیتا ہے اور پالتا ہے وہ عالم کا رب یعنی پالنے والا ہے یہی مضمون آیات قرآنی مین بکثرت درج ہے (دیکھو قرآن مجید) آدمی اپنی کوشش سے نہ پیدا ہوتا اور نہ مرنے سے بچتا ہے اور نہ اوس کو اپنی کوشش سے روزی ملتی ہے ۔ قحط مین ساری کوششین بے سود

ہوجاتی ہین غلہ ہی پیدا نہین ہوتا جو اس کی محض کوشش سے پیدا نہین ہوسکتا

جب پیٹ مین تھا ماں کے کہلایا کس نے
بچپن مین تجھے دودھ پلایا کس نے
گذری وہ جوانی یہ بڑھاپا آیا
پالا کس نے تجھے جلایا کس نے

کوشش اور سعی کے بعض اوقات الٹے نتیجے بھی پیدا ہوتے ہین جسقدر اسباب روزی پیدا کئے جاتے ہین اوسی قدر روزی اور بھی مفقود ہوجاتی ہی بعض اوقات بغیر کسی سبب ظاہری کے خودبخود روزی اور مال و دولت آتے ہین۔ عقلمند فاقے کرتے ہین اور احمق عیش اوڑاتے پھرتے ہین۔

نادان ہے کوششون پہ اپنی نازان
سمجھا نہین ہے نفع و ضرر کا امکان
بے جہد کی بے عقل کو لاکھون ہین یہان
رکھتے ہین مکانون مین جہان کا سامان

جو بچہ بادشاہ کے گھر مین پیدا ہوتا ہے۔ اسکو بغیر کسی کوشش کے تمام سامان عیش ونشاط مہیا ہوتے ہین اور جو ایک مزدور کے گھر مین پیدا ہوتا ہے اوس کو باوجود دن بھر کی محنت کے صرف ایک ٹکا ملتا ہے۔ امیر یا غریب کے گھر مین پیدا ہونا کسی بچے کے اختیار مین نہین۔ یہان کوشش اور سعی بالکل مفقود ہین۔

پیدا ہوا جو شاہ کے گھر مین بچا
بے محنت و کوشش کے اُسے عیش ملا
مزدور کے بچے کی یہ قسمت دیکھو
مٹی جو اٹھائے تو ملے ایک ٹکا

کوشش اور تدبیر

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید ۔ یعنی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو اوس کا ارادہ ہوتا ہی وہ ہوتا ہے۔ اسباب ظاہر صرف دھوکے کی ٹٹی ہین۔ دنیا مین اکثر اسباب کو نتیجے یکسان نہین نکلتے۔

سمجھا ہے کہ کوشش سے جہان چلتا ہے
حکم اوس کا بھی ٹالے سے کہین ٹلتا ہے

مرجھاتے ہین سینچنے سے باغون مین درخت
بے آب کے پربت پہ شجر پھلتا ہے

کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ ہر کہ در بند تدبیر است در عین دوزخ است۔ وہر کہ در بند تقدیر است در عین جنت است۔ واقعی امر یہ ہے کہ بندہ کے لئے جو کچھ مشیت خدا قایم ہو چکی ہے بہر حال وہی ہوتا ہے۔ تدبیر مین پڑ کر انسان پریشانیان اٹھاتا ہے اور نتیجہ ان تدبیرون کا بعض اوقات مہلک پیدا ہوتا ہے۔

تدبیر کے چکر مین جو پڑ جاتے ہین
وہ خون جگر پیتے ہین غم کھاتے ہین
تقدیر کے قائل جو ہین دنیا مین محب
سچ پوچھو تو آرام وہی پاتے ہین

جسطرح بچہ خود کچھہ نہین کرتا اور سب اوس کے لیئے مہیا ہو جاتا ہے۔ اسیطرح اہل توکل سوائے کار خیر اور یاد الٰہی کے اور کچھ نہین کرتے۔ ان کی روزی کا کفیل خود خداوند تعالی ہو جاتا ہے اور انھین محنت اور کوشش کے عذاب سے نجات دیدیتا ہے۔

بچے کو توکل سے ہی کیا عیش نصیب

سب اپنی پرائے ہین دل و جان سے حبیب

کرنے جو لگا فکر معیشت خود آپ

وہ عیش گیا ہو گئے سب دوست رقیب

انسان مجبور محض ہے اور خدا قادر مطلق ہے۔ جب خدا کوئی کام بنانا چاہتا ہے تو اوس کے تمام اسباب بھی درست کر دیتا ہے۔ اور جب وہ بگاڑنا چاہتا ہی تو کوئی اسباب ہی ٹھیک ہونے نہین پاتے۔ آدمی کی عقل ہی خطا کرتی ہی اور سوچ سمجھہ ہی الٹی ہو جاتی ہے۔ جب انسان اپنی عقل پر ہی قادر نہین تو اشیائے عالم پر کیسے قادر ہو سکتا ہے۔ اپنی قدرت کا خیال صرف وہم سے پیدا ہوا ہے۔ اور اس کی ہزار توجیہہ کر کے اپنے دل کو سمجھاتا ہی۔

سمجھا ہے کہ کوشش ہی ثمر لاتی ہے

مشکل مین تری عقل کدھر جاتی ہے

قدرت نہین جب تجھہ مین تو کوشش ہی فضول

امید بھی وہ چاہے تو بر آتی ہے

جب منجمون نے کہا کہ ایک شخص پیدا ہو کر تجھے مارے گا۔ تو فرعون نے اس مشیت الٰہی کے خلاف ہزار ہزار کوشش کی مگر کچھہ نہ ہوا۔ اس نے حمل گروائے بچے قتل کئے اور جو کچھ نہ کرنا تھا وہ سب کچھ کیا۔ مگر حضرت موسیٰ پیدا ہی ہوئے اسی کے مکان مین پلے اور اسی کو مارا۔ ہماری تدبیرین بھی مشیت حق کے بموجب ہوتی ہین اور اون سے وہی نتائج بر آمد ہوتے ہین جنھین وہ چاہتا ہے۔

فرعون نے کوشش سے کہو کیا پایا

خود غرق ہوا اور نتیجہ تھا کیا

اطفال کئے قتل ہزارون لیکن

گھر ہی مین تو پلتے رہے اُسکے موسیٰ

مصائب

روح اور جسم مین تضاد ہے۔ ایک کے قوی ہونے سے دوسرے مین ضعف پیدا ہوتا ہے۔ اس جسم کی تکلیفون سے جنھین نفس کشی اور ریاضت کہتے ہین روح مین صفائی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان روحانی اکتساب سے بالکل غافل ہو جاتا ہے۔ تو خدا کی طرف سے مصائب اور بیماریان آتی ہین۔ تاکہ اوس کی روح مین صفائی پیدا ہو۔ اگر وہ خود صفائی روح مین مصروف ہوتا اور مجاہدے اور ریاضت سے کام لیتا تو ان مصائب کے آنے کی ضرورت نہین پڑتی۔ اس لئے مصائب اور تکلیفین درحقیقت قابل شکریہ ہین۔

کیون وردسے تکلیف سے گھبراتا ہے
کر شکر کہ اب خوشی کا وقت آتا ہے

اس جسم کی تکلیف سے ہے روح قوی
آئینۂ دل غم سے جلا پاتا ہے

ہر مصیبت اور آفت کو ہمارے ہی اعمال و افعال بد پیدا کیا کرتے ہین۔ خداوند تعالیٰ عادل ہے وہ ظالم نہین جو کسی پر خواہ مخواہ ظلم کیا کرے۔ انسان کو چاہئے کہ

مصیبت کے وقت یہ خیال کرلے کہ یہ آفت میرے ہی اعمال نے پیدا کی ہے
اور اب مجھے صبر وشکر سے اسکو بھگتنا چاہیے۔

آئی جو مصیبت تو کہاں سے آئی
کرنی ہی تری سر پہ ترے یہ لائی

عادل ہے خدا ظلم نہیں کرتا ہے
تو نے یہ سزا اپنے عمل کی پائی

انسان دوسروں کی شکایت کرتا ہے۔ کہ فلاں نے مجھے اذیت دی۔
فلاں نے مجھکو مارا۔ مگر دراصل شکایت اوس کو خود اپنی کرنی چاہیے۔
کیونکہ اسی کے اعمال کے نتیجے تھے۔ تو ہی اپنے آپ کو اذیت دیتا اور
مارتا ہے اور دوسروں کو ناحق ملزم ٹھہراتا ہے۔

بے وجہہ مصیبت نہیں آئی سر پر
عادل نہیں کستا ہے تعدی پہ کمر

تیرے ہی عمل کے یہ نتائج ہین محب

کرتا ہے شکایت نہین کچھ اپنی خبر

حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ مین معراج ہوئی تھی اور اسرار حقیقت کھلے تھے اسی طرح انسان کی روح بھی خدا کا ادراک مصائب اور آفات ہی مین کرتی ہے۔ عیش و آرام مین تو آدمی خدا کو بھول ہی جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ مصیبتین اسواط اللہ۔ ہین یعنی خدا کے کوڑے ہین جو گھیر کر صراط مستقیم پر لاتے ہین۔

آفات و مصائب مین جو پڑ جاتے ہین

اسرارِ حقیقت وہی کچھ پاتے ہین

یونس کو ہوا بطن مین ماہی کے وصال

مردانِ خدا عیش سے گھبراتے ہین

جسمانی اور روحانی ترقی یا "ایولوشن" کے لئے تکلیف اور راحت ضروری ہے بیماری اور صحت سے انسانی جسم ترقی کرتا ہے۔ اگر بیماری نہ ہو تو آدمی زیادہ

جی نہین سکتا۔

دراصل مصائب ہین بنائی راحت
جاتی ہے گناہون کی دلون سی کلفت

بیماری و صحت ہے نمو کو لازم
مرجائے جو انسان کی ہو یکسان حالت

جیسے سونے کا رنگ اور روپ تپانے سی نکھرتا ہے اسی طرح انسان کی قوائے روحانی تکالیف سے مجلا ہوتے ہین۔ اور اس لحاظ سے آتشِ دوزخ بھی رحمت ہی چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے کہ رحمتی وسعت کل شیٍ ۔کل شے مین دوزخ بھی شامل ہے۔

کرتا ہے مصیبت مین کوئی آہ و بکاہ
ہے رنجِ زمانہ کا کسیکو شکوا
یہ آتشِ دوزخ ہے خدا کی رحمت
بے آگ کے ہوتا نہین کندن سونا

سخاوت

ومن یعمل مثقال ذرة خیرا یرہ - (ق) اور جو شخص ایک ذرہ نیکی کرے گا اوسکو بھی وہ دیکھے گا۔ اور دوسری جگھہ یہ ہے کہ ایک نیکی یا خیر کا بدلا دس نیکیان ہین اللہ کی راہ مین خرچ کرنے سے روپیہ کے مادے مین نہ تو کوئی کمی ہوتی ہے اور نہ اسکی قیمت گھٹتی ہے۔ مگر اس کا معاوضہ دس گنہ ملتا ہے۔

ہوتی نہین دنیا کی کوئی چیز عدم
زر صرف سے ہوتا نہین رتی بھر کم
جب تو نہ بناتا نہ فنا کرتا ہے
پھر کیون نہین زر خیر مین دیتا پیہم

جب پیدا ہوتا ہے تو کچھ ساتھ نہین لاتا۔ اور جب جاتا ہے تو کچھ نہین لیجاتا۔ اس زندگی مین جسکی انتہائی درازی سو سوا سو سے عموماً زیادہ نہین جو کچھ خدا کی راہ مین صرف کرتا ہے وہی اس کے ساتھ جاتا ہے۔ یعنی اگرچہ روپیہ کا مادہ نہین جاتا مگر اوس کا عمل اور نتیجہ آخرت مین محفوظ رہتا ہے گویا آخرت خدا کا بینک ہے۔

افسوس ہے محنت سے کمائی دولت
خود آپ نہ اورون کو کھلائی دولت

جب مر گئے سب رہگیا سامان یہان
یارون نے پس از مرگ اوڑائی دولت

حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہین کہ بے کار اور خاردار درخت آگ مین جھونکے جاتے ہین اور پھل دار اور سایہ دار درختون کی حفاظت کیجاتی ہے۔ سوم اور بخیل اشخاص بے ثمر والے درخت ہین۔ ان کا انجام فی النار ہے۔ اور سخی پھل دار درخت ہے جسکا ٹھکانا جنت ہے۔

دنیا کے مزے اہل کرم پاتے ہین
بخل نہ کھلاتے ہین نہ خود کھاتے ہین

پھل دار درختون ہی کی قیمت ہی یہان
پھل جو نہین دیتے ہین وہ کٹ جاتی ہین

حضرت صلعم فرماتے ہین۔ السخی حبیب اللہ لو کان فَاسقاً والبخیل عدو اللہ لو کان زاھداً۔ یعنی سخی خدا کا دوست ہے۔ اگرچہ وہ بدکار ہو۔ اور بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ وہ پرہیزگار ہو۔ مصرع۔ زبان خلق کو نقارہ خدا سمجھو۔ مردود خلایق مردود خدا ہی اور مقبول خلایق مقبول خدا ہے۔ ایک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک جنازے کے ساتھ لوگ جارہے تھے کسی نے پوچھا کہ یا حضرت یہ شخص جنت مین جائے گا یا دوزخ مین۔ آپ نے فرمایا کہ اگر لوگ اسکو اچھا کہتے ہین تو جنت مین جائے گا۔ اس کی وجہہ یہ ہے کہ اس قالب عنصری کے ٹوٹنے کے بعد روح یا قلب فنا نہین ہوتا۔ مرنے کے بعد بھی انسان کے خیالات و افکار وہی رہتے ہین۔ جو زندگی مین تھے۔ جیسے خیالات و اعمال ہونگے ویسا ہی اوس کو راحت یا تکلیف نصیب ہوگی۔

کیون بخل سے دنیا کو تنفر ہے بتا

کیون اہل سخا کا ہے جہان مین چرچا

ہے دوست سخی خدا کا دشمن ہے بخیل

مردودِ خلائق ہی ہے مردودِ خدا

جو شخص خدا کی شان ربوبیت پیدا کرتا ہے وہ رب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ رب مقید اور مطلق مین فرق ہے۔ مگر پھر بھی قطرہ دریا سے ملتے ملتے دریا ہی مین مل جاتا ہے۔ اور اطلاقیت کے غلبہ سے دائرۂ ربوبیت زیادہ ہو جاتا ہے۔ بادشاہ مین شان ربوبیت کا غلبہ ہے۔ اس لئے وہ بادشاہ ہے۔ اگر رعایا کی پرورش چھوڑ دے اور اپنی غرض مین مبتلا ہو کر صرف خزانہ ہی جمع کرے یا اپنے عیش و آرام مین روپیہ لٹائے تو صفت ربوبیت نہ رہے گی۔ اور وہ کبھی تخت سلطنت پر قائم نہ رہے گا۔ اذا فات الشرط فات المشروط۔

امداد خلائق مین نہ کر کوتاہی
ہو بحر کرم بحر سخا کی ماہی
گر شان ربوبیت خدا کی پیدا
پھر دیکھ کہ دنیا پہ ہے تیری شاہی

بوڑھاپا

جب آدمی پیدا ہوتا ہے تو بچے کو سب پیار کرتے ہین اور اسکو آنکھون پر بٹھاتے ہین مگر وہ جب بوڑھا اور ناکارہ ہو جاتا ہے تو کوئی پاس بھی کھڑا نہین ہوتا۔

جورو اولاد سب کتراتے ہین - بوڑہے آدمی کی قدر اون شایستہ ملکون مین ہے جہان اسکی رایون اور مشورون سے نوجوان فائدہ اوٹھاتے ہین - ہمارے ملکون مین تو بوڑہے آدمی بیکار محض خیال کیجاتے ہین -

پیدا جو ہوئے ہم تو ہوئے جشن ہزار

بچپن مین تھے سب ہم پہ دل و جان سے نثار

آیا جو بوڑھاپا تو ہوئے سب بیزار

بے قدر ہین اب جیسے پُرانا اخبار

عوام الناس مین یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ پیری صد عیب ہے - یہ بالکل نافہمی ہے - بلکہ پیری ہی عمر کا وہ عمدہ حصہ ہے جو مالکار زندگی ہے اور راحت وسکون کا زمانہ ہے - جوانی مین تو خواہشون کا ایک طوفان بپا رہتا ہے - جسمین آرام کہان ہے -

پیری ہی تو ہے زیست جوانی کیا ہے

خواہش ہے کوئی دل مین نہ کچھ ایذا ہے

ہے خام خیالی کہ ہے پیری صد عیب

شیرین ہے وہی پھل جو بہت پکا ہے

خداوند تعالی عادل حقیقی ہے۔ جو کچھہ ہمارے اعیان ثابتہ کا تقاضا ہوتا ہے اسکو وہ پورا کرتا ہے۔ یعنی جو کچھہ قوتین اور سرمایۂ اعمال ہم جوانی مین پیدا کر لیتے ہین اونھین کی جزا اور سزا ہمکو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ جوانی تشتکاری کا وقت ہے اور پیری فصل کاٹنے کا موسم ہے۔

ہے کشت کا وقت یہ جوانی غافل

سمجھے اسے سرمایۂ دولت عاقل

کاٹینگے بوڑھاپے مین جو کچھ بویا ہے

دیتا نہین کچھ اپنی طرف سے عادل

موسم جوانی مین نفسانی اور غضبی خواہشون کا جوش ہوتا ہے اور ہر قسم کی آرزو اور ارمان موج زن ہوتے ہین۔ اس طوفان بے تمیزی مین انسان بڑے بڑے تہلکات مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس طوفان مین جہاز کے ناخدا کی طرح قطب کی سمت

یعنی حضرت حق ہی کی جانب نظر رکھنا چاہیئے۔ پھر اس طوفان سے کچھ خوف نہین بیڑا پار ہے ورنہ دینوی انقلاب مین ہلاکت یقینی ہے۔

طوفانِ جوانی مین نظر رکھ حق پر
کشتی کو نہین تیری کوئی خوف و خطر
موجون کے تھپیڑون سے کہان بچتے ہین
رکھتے نہین ہر آن جو خالق پہ نظر

اکثر اشخاص کو بڑھاپا آنے کا غم ہوتا ہے اور جوانی کے جانیکا افسوس کرتے ہین۔ لیکن انھین یہ معلوم نہین کہ نفس فرعون کے پنجے سے چھوٹے اور اب راحت و آرام اور یادِ الٰہی کا رستہ ملا اگر یہ موذی زور دار رہتا۔ تو کب ہمین خدا کی طرف متوجہ ہونے دیتا۔

غم ہے یہی کیون ہمکو بڑھاپا آیا
سو طرح کے ضعف ساتھ اپنے لایا
معلوم نہین نفس کے پنجے سے چھٹے
فرعون ہوا غرق تو رستہ پایا

تصنع اور ریا

ناقص صوفی جاہلون کے لایق ہین اور کامل عالمون کے ۔

کامل کو سمجھتا نہین ناقص بخدا
جو جیسا تھا ویسا ہی اسے پیر ملا
یہ صوفی جاہل بھی تو بےکار نہین
ہر ایک جماعت کا ہے استاد جدا

اس راہ مین اصلیت نہین تو بناوٹ ہی سہی ۔ اگر پیر کامل نہ ملے تو ناقص ہی پر اکتفا کرنا چاہیے ۔ جسطرح مرید کی استعداد بڑہتی جاے گی اسیطرح اسکو لایق پیر بھی ملتا جائیگا ۔ پہلے درجہ مین جہان الف بے پڑھائی جاتی ہے ایک معمولی آدمی بچون کے پڑھانے پر رکھدیتے ہین جون جون بچے کی استعداد علمی بڑہتی جاتی ہے ۔ وون وون اوپر کے درجون مین ترقی پاتا جاتا ہے ۔ اور لایق استاد ملتا جاتا ہے ۔ ایک پروفیسر بچون کے لئے ویسا ہی ہے جیسے کہ ایک میان جی ۔ بلکہ میان جی ہی زیادہ موزون ہے ۔

اِس راہ مین کھوٹے کی بھی ہے قدر اکثر
خالص نہ ملے گر تو ملمع بہتر

بے حال بھی با حال بنا کرتے ہین
ہے وجد تو کم بہت تواجد ہے مگر

ہر پیشہ اور حرفت مین مکار اشخاص موجود ہین۔ اور فن تصوف بھی اس سے خالی نہین۔ صرف فرق اتنا ہے کہ یہ ریاکار صوفی بھی خدا کے نام لینے سے اوس پھول کی طرح ہین جو بدرو یعنی دنیا کے اوپر لگے ہین۔

ہر پیشہ و حرفت مین بہت ہین مکار
نقصان پہنچتے ہین زمانہ کو ہزار

تذویر تصوف مین ہے اسطرح محب
اطراف بدرو کے ہو جیسے گلزار

دل مین تو دنیا بھری ہوئی ہو۔ اور ظاہر خدا پرستی کی جائے۔ تو اس سے کوئی فائدہ نہین۔ گو دنیوی منفعت تھوڑی سی حاصل ہو جائے۔ مقصد اصلی یعنی دیدار الٰہی حاصل ہونے کا نہین۔ لیکن اگر بظاہر کوئی دنیادار ہو اور دل مین خدا کی محبت تو ضرور وہ لقائے حق سے سرفراز ہوگا۔

لب پر ہے خدا اور دلون مین اغیار
بے فائدہ ہے علم و ریاض و اذکار
گر دل مین خدا ہو اور ظاہر دنیا
ہو جائے گا اکدن تو کبھی بیڑا پار

اگر کسی کو خدا کا سچا عشق ہے۔ تو شیطان سے بھی وہ ہدایت پاتا ہے۔ بالفرض اگر دھوکے سے وہ کسی شیطان کا مرید ہو جائے گا اور اسکو بھی جلوۂ حق جانیگا تو البتہ وہ منزل مقصود پر پہنچے گا اور اگر مرشد بھی نہ ملے تو بھی اسکے ہر دم یاد کرنے سے وہ خود آتا ہے۔

دل سے جو کوئی عاشق حق ہو جائے
شیطان سے بھی آدمی ہدایت پائے

مرشد ہو جو شیطان تو سمجھہ اسکو حق

اور یاد کرایسی کہ خدا خود آئے

حال قال

ناقص خواہ مخواہ مجلس سماع مین کود پھاند مچاتے ہین اور لوگون کو پریشان کرتے ہین - معلوم نہین کہ وہ خداوند تعالیٰ کی نسبت کیا خیالات رکھتے ہین - جس شخص کے سامنے معشوق حقیقی ہر آن موجود ہے - اسکو بیقراری اور گریہ زاری کیون ہونے لگی - یہ باتین تو ہجر مین ہوتی ہین - یا اگر معشوق دفعتاً ملجائے اسوقت بھی آدمی خوشی کے مارے ناچنے لگتا ہے - یہ دونو حالتین حال وقال کی اصل بنیاد ہین - مگر دیکھنا یہ ہے کہ جسکو حال آیا ہے آیا وہ توحید اور معرفت کو بھی سمجھا ہے یا نہین - اگر عارف نہین تو حال بھی کود پھاند کے سوا اور کوئی وقعت نہین رکھتا -

جب غرق دو عالم ہوئے اسکی ہو مین

پھر ہجر کہان یار تو ہے پہلو مین

خم پی کے بھی میخوار بہکتے ہین کہین

کم ظرف تھرکنے لگے اک چلو مین

وجد کے معنی پانے کے ہین تو جب کوئی کبھی پاتا ہے تو خوشی سے ناچنے لگتا ہے۔ اور جس کے سامنے یار ہمیشہ موجود ہے اسکو اسکی ضرورت نہین کاملین کو حال نہین آتا۔ کیونکہ وہ ہر آن حال مین ہین۔ مگر مبتدی کو اکثر حال آتا ہے۔

یہ وجد کے معنی ہین کہ پایا اسکو
پردے مین چھپا تھا کھینچ لایا اسکو
ہے سامنے جس کے کہ وہ ہر دم موجود
دیکھا ہے کسی نے حال آیا اسکو

اللہ اللہ زبان سے سب ہی کہا کرتے ہین۔ مگر دل مین نہ تو اللہ کی معرفت ہے اور نہ اسکی محبت۔ اور بغیر معرفت کے محبت ہو نہین سکتی۔ اس لئے اعمال اور افعال کا اعتبار ہے زبانی جمع وخرچ سے کوئی فائدہ نہین۔ بہت لوگ صوفیون کے الفاظ سیکھکر لوگون کو فریب دیتے ہین اور اس پردے مین مال ودولت اور جاہ ومنصب کماتے پھرتے ہین۔ ایسے لوگونکی ریائی عبادت اور وجد وحال وقال شیطانی افعال سے زیادہ وقعت نہین رکھتے۔

ہے قال بہت حال کا عنقا ہی وجود
اعمال سے ہوتی ہے ہر اک شی موجود

کہتے ہین زبانون سے تو اللہ اللہ
دل مین ہے جو دنیا تو ہی شیطان کو سجود

صاحب حال اپنے کو چھپاتے ہین اور اپنی حالت کو ظاہر ہونے نہین دیتے۔ مگر صاحب قال مختلف تدبیرون سے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہین۔ اصلی صوفی اپنے عیب ظاہر کرتے ہین اور مکار اور بنے ہوئے صوفی اپنے عیب چھپاتے اور ہنر ظاہر کرتے ہین۔ کیونکہ اول الذکر اشخاص کو خدا سے غرض اور آخر الذکر کو دنیا سے مطلب ہے۔

اعمال چھپاتے ہین جو ہین صاحب حال
ظاہر وہی کرتے ہین جو ہین صاحب قال
عشاق کو کیا خلق پرستی سے غرض
سمجھے ہین وہ دنیا ہی کو جی کا جنجال

ہر دم زبان کو بند رکھکر اسیطرح ذکر الٰہی کر کہ مذکور سامنے آجائے فنا فی اللہ اور استغراق کا درجہ حاصل کرنا تو بہت مشکل ہے۔ مگر ڈھولک پر کودنا نہایت ہی آسان بات ہے۔

حق پائے گا کیا قال سے رکھ بند زبان
کر ذکر کچھ ایسا کہ ہو مذکور عیان

کہتے ہین جسے حال وہ ہی استغراق

اور ناچنا ڈھولک پہ بہت ہی آسان

معشوق مقید

مبارکبادی اس امر کی ہے کہ خداوند تعالی نے نعمت توحید عطا فرمائی انھین لوگونکی عید قابل رشک ہے۔ جنھین وصال حق اور دیدار حق نصیب ہو۔

ہے عید کا دن اور ہے وصل دلدار

جنت مین ہے مومن اور کافر فی النار

صد شکر ملی دولت توحید ہے تجھے

کہتے ہین اسے فضل خدائے غفار

عورت خداوند تعالی کے حسن کا مظہر اتم ہے اسی واسطے ہر شخص کا معشوق عورت ہی ہوتی ہی ایک زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق تھین مگر تجھپر تو ہزارون پیر و ولی عاشق ہین

کیا صورت زیبا تجھے اللہ نے دی

حورون مین کہان حسن یہ شان احدی

یوسف پہ زلیخا ہی فقط مرتی تھی

عاشق ہے ترے حسن پہ ہر پیر و ولی

ممدوح کی عام فیض رسانی اور امداد علوم و فنون قابل تعریف ہے۔

ظاہر مین تو زن ہے اور باطن مین ہے مرد

ہمت مین سخاوت مین عنایت مین ہی فرد

ہے ابر کرم اور کبھی بحر سخا

حاتم بھی ترے سامنے اسوقت ہی گرد

عاشقان حق کو دیکھنا گویا خدا کو دیکھنا ہے۔ اور اونکی صحبت دراصل خدا کی ہمنشینی ہے
شاعر ممدوح کو حق جانتا اور دیکھتا ہے۔ اس لئے اسکی نظر مین ممدوح کا دیکھنا عین
حق کا دیکھنا ہے اور اس کی تعریف عین حق کی تعریف ہے۔

تو عاشق حق ہے اور خدا کی شیدا

ہے دیکھنا تیرا تو عبادت بخدا

صورت جو تیری دیکھتا ہون کہتا ہون

حق آپ بر آمد ہے بشکل زیبا

خدا تو اسقدر ظاہر ہے کہ یہ کثرت ظہور ہی خفا کا باعث ہے۔ لوگ خدا کے دیدار کے طالب تو ہین۔ مگر اسکو دیکھتے نہین۔ اور انکار کرتے ہین اور کافر ہوتے ہین کیونکہ جو لوگ ماسوا اللہ کو دیکھتے ہین وہ دراصل کافر حقیقی ہین اور مسلمان مجازی۔

گر نفس پہ اور دوئی پہ قاہر ہوجائین

اسرار حقیقت ابھی ظاہر ہوجائین

سب کو ہے یہ ارمان کہ خدا کو دیکھین

تو سامنے گر آئے تو کافر ہوجائین

اشتہار کتب تصوف